ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مارچ 2021ء
جلد نمبر 22
شمارہ نمبر 03

اگر ایمان ثریا تک بھی چلا گیا تب بھی ان لوگوں میں سے وہ ایک شخص پیدا ہو گا یا بعض اشخاص پیدا ہوں گے جو ثریا سے ایمان کو کھینچ لائیں گے

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

کی

کورونا وائرس سے متعلق ہدایات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ فروری 2021ء کے آخر پر فرمایا:

"دوسری اہم بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وبا جو اس وقت پھیلی ہوئی ہے اس میں احمدی بھی احتیاط کا پورا حق ادا نہیں کر رہے۔ پوری احتیاط کے ساتھ ماسک پہنیں۔ بلاضرورت سفر سے بچیں۔ سماجی فاصلہ رکھیں اور حکومت کی جاری کردہ ہدایات پر عمل کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وبا کو جلد دور کرے اور جو احمدی اور دوسرے بھی بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو شفا عطا فرمائے، آمین۔" (الفضل انٹرنیشنل لندن 16/ فروری 2021ء)

یَا حَفِیْظُ، یَا عَزِیْزُ، یَا رَفِیْقُ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23 مارچ 1889ء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس سلسلہ کے نہایت شاندار مستقبل کی بشارتیں بھی دیں۔ ان بشارتوں کو ہر احمدی نے گزشتہ سوا سو سال میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔جس کا اعتراف مخالفین جماعت بھی کرنے پر مجبور ہیں۔ انہی خوشخبریوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقام پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟“

(روحانی خزائن جلد-3 اِزالہ اوھام: صفحہ 403)

یہ خدا تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے جس نے بہرحال پورا ہو کر رہنا ہے اور ”نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان ہو گا“ کا منظر لازماً دنیا دیکھے گی۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

”اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا“ (تجلیات الٰہیہ صفحہ 21)

لیکن اس کے لئے ہمیں، ہاں ہمیں وہ فدیہ پیش کرنا ہو گا جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور وہ فدیہ اس کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج ہمیں اسی طرف بلا رہے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے تمام وسائل اور صلاحیتوں کو خدمتِ دین میں لگا دیں تا وہ دن جن کی خوشخبری حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی جلد آجائے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کا مقصد پورا ہو، آمین۔

لا إله إلا الله محمد رسول الله
اخبار احمدیہ
ماہنامہ
جرمنی

رجب/شعبان 1442 ہجری قمری | مارچ 2021ء | جلد نمبر 22 | شمارہ نمبر 03 | امان 1400 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04 قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05 تبرکات: خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس
06 نظم: میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا
07 خطبہ جمعہ: مسیح ومہدی کی بعثت کا یہی زمانہ تھا
13 کسوف وخسوف اک عظیم آسمانی نشان
17 زَلْزَلَةُ السَّاعَةِ
20 جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم
21 پاکستان اور الجزائر میں احباب جماعت کے لئے دعاؤں کی تحریک
22 سچ کہو تم کو بھی جرأت اظہار ہوئی
23 ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار ونزار
26 ہجری شمسی کیلنڈر کا مہینہ 'امان'
28 قرار دادِ تعزیت جماعت احمدیہ جرمنی بر وفات حسرت آیات
29 محترم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم
33 مکرم منظور احمد شاد صاحب مرحوم
35 اپنی کہانی اپنی زبانی
39 جماعتی سرگرمیاں: یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر جماعت احمدیہ جرمنی کا خصوصی جلسہ
41 ویکسین Vaccine
45 جرمن چانسلر انگیلا میرکل
46 جماعتی سرگرمیاں: لجنہ اماء اللہ جرمنی کی آن لائن تعلیمی وتربیتی کلاس 2020ء
48 بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ وگزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں
https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیر
محمد انیس دیالگڑھی

معاونین
سلطان احمد قمر، مدبّر احمد خان، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ وکمپوزنگ
مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق
احسان اللہ ظفر

مینیجر
سید افتخار احمد

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

23

04

07

30

33

31

35

45

41

قال اللہ جل جلالہ

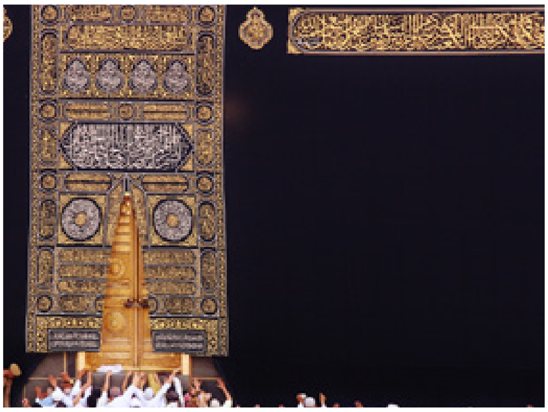

وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(الجمعہ:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا قَرَأَ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ يَارَسُولَ اللهِ، فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ حَتَّى سَأَلَهُ مَرَّةً، أَوْ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ۔ (صحیح مسلم۔کتاب فضائل الصحابہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک نبی ﷺ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے یہ پڑھا: ”وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ“ (یعنی آپ ان پر بھی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو بھی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا بھی تزکیہ کرتے ہیں جو ابھی آپ سے واصل نہیں ہوئے) ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ سے ایک یا دو مرتبہ، یا تین مرتبہ سوال کیا، اس وقت ہم میں حضرت سلمان فارسیؓ بھی تھے، نبی ﷺ نے حضرت سلمان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کے علاقے کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آیت اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعود کی صحابہؓ کی جماعت سے مشابہ ہے ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ بھی ظلّی طور پر آنحضرت ﷺ سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے مہدی موعود کی صفت فرمائی کہ وہ آپ سے مشابہ ہو گا اور دو مشابہت اُس کے وجود میں ہوں گی۔ ایک مشابہت حضرت مسیح علیہ السلام سے جس کی وجہ سے وہ مسیح کہلائے گا اور دوسری مشابہت آنحضرت ﷺ سے جس کی وجہ سے وہ مہدی کہلائے گا۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 307)

خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو! اور پھر دوسری جگہ یہ الہام ہے۔ ان الذین صدّوا عن سبیل اللہ رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ۔ یعنی جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی اصل نے اُن کا رد لکھا۔ خدا نے اُس کی کوشش کا شکریہ کیا۔ ایسا ہی ایک اور جگہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا... یعنی اگر ایمان ثریا پر اٹھایا جاتا اور زمین سراسر بے ایمانی سے بھر جاتی تب بھی یہ آدمی جو فارسی الاصل ہے اس کو آسمان پر سے لے آتا۔ (تحفہ گولڑویہ رخ 17 صفحہ 116)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”تیرہ سو سال گزرنے کے بعد جب ...... وہ وقت آ گیا کہ رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان:31) کا مصداق ہے اور قرآن آسمان پر اُٹھ گیا۔ اور ہر طرف سے اسلام اور قرآن پر حملے ہونے لگے تو خدا کے اس وعدہ کا وقت آیا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) اس کی حفاظت کی ضرورت ہے اور چونکہ وہ آسمان پر اُٹھ گیا ہے۔ گویا اس کے دوسرے نزول کی ضرورت ہے۔ تب ہی تو اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ والی قوم تعلیم اور ہدایت حاصل کرے۔ اس لئے اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ والی قوم کا معلم ضرور ہے کہ وہی احمد ہو صلی اللہ علیہ وسلم جو مکہ میں مبعوث ہوا تھا۔ پس اس وقت وہی احمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بروزی رنگ میں آیا ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 126)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال پہلے کہا تھا کہ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ الْفَارِسِ وہ وقت جب میری اُمت پر آئے گا کہ جب اسلام مٹ جائے گا، جب دجال کا فتنہ روئے زمین پر غالب آجائے گا، جب ایمان مفقود ہو جائے گا، جب رات کو انسان مومن ہو گا اور صبح کافر، صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر، اُس وقت میں اُمید کرتا ہوں کہ اہلِ فارس میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے جو پھر اس آواز پر جو میری طرف سے بلند ہوئی ہے لبیک کہیں گے۔ پھر ایمان کو ثریا سے واپس لائیں گے۔ ان الفاظ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی رَجُلٌ نہیں کہا بلکہ رِجَالٌ کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اشاعتِ اسلام کی ذمہ داری رجلِ فارس پر ہی ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ اُس کی اولاد پر بھی وہی ذمہ داری عائد ہو گی“۔ {خطبات محمود (خطبات نکاح) جلد سوم صفحہ 342 تا 345}

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آ گیا اور ثریا سے اَنوارِ قرآنیہ کا نزول شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ مس قرآنی کے سامان پیدا کر دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی ایسی لاجواب تفسیر دنیا کے سامنے رکھی اور آج کی دنیا کے مسائل اور اس کی اُلجھنوں کو اس حسن اور خوبی سے حل فرمایا کہ ایک عقلمند انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہو اس احسانِ عظیم سے انکار نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام کے سامان پیدا کرنے کے لئے اشاعت علوم قرآنی کو سہل کر دیا اور ہر قسم کی سہولتیں ہمارے لئے مہیا کر دیں“۔ (خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 401)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”حقیقت یہ ہے کہ دعا ایک ایسا اعجاز ہے جو ہر احمدی کو عطا ہوا ہے۔ اس میں صرف خلیفۂ وقت کا امتیاز نہیں یہ وہ اعجاز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانے کا ایمان زندہ کرنے کیلئے ہمیں عطا کیا ہے اور یہی معنی ہیں اس بات کے کہ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا، لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ ھٰٓؤُلَاءِ (بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر: 4518) کہ اگر ایمان ثریا تک بھی چلا گیا یعنی زمین کلیۃً چھوڑ گیا تب بھی ان لوگوں میں سے وہ ایک شخص پیدا ہو گا یا بعض اشخاص پیدا ہوں گے جو ثریا سے ایمان کو کھینچ لائیں گے۔ پس دعاؤں کے نتیجے میں ہی ایمان ثریا سے اُترا کرتے ہیں اور یہ کام ایک شخص کا نہیں بلکہ رجال کا ہے اور میرے نزدیک رجال سے مراد جماعت احمدیہ کے رجال ہیں اور وہ سارے خداپرست لوگ خدا رسیدہ لوگ، خدا نما لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق باندھتے ہیں اور سچا اخلاص کا تعلق باندھتے ہیں“۔ (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 627)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہؓ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہ سوال دوہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ واپس لے آئیں گے۔ (خطبہ جمعہ 21 مئی 2004ء)

میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دِیا

اَے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے

اُن کے لئے تو بس ہے خدا کا یہی نِشاں
یعنی وہ فضل اُس کے جو مُجھ پر ہیں ہر زماں

دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اُس نے مُجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

مُجھ پر ہر اِک نے وار کیا اپنے رنگ میں
آخر ذلیل ہو گئے انجامِ جنگ میں

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الوریٰ ہوا
سب دُشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دِیا

اَے قوم کے سرآمدہ! اے حامیانِ دِیں!
سوچو کہ کیوں خدا تمہیں دیتا مدد نہیں

کیا ”راستی کی فتح“ نہیں وعدۂ خدا
دیکھو تو کھول کر سخنِ پاکِ کِبریا

(انتخاب از درثمین۔ محاسنِ قرآن کریم)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

مسیح و مہدی کی بعثت کا یہی زمانہ تھا

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی:

مَنِ اهۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَهۡتَدِیۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا (بنی اسرائیل:16)

گزشتہ جمعہ کو مَیں نے زلزلوں، تباہیوں اور آفتوں کے حوالے سے بات کی تھی اور بتایا تھا کہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں جو زلزلہ آیا اس پر لوگوں نے بہت سارے سوال اٹھائے اور اس ضمن میں بعض سوال ایک اخبار نے علماء کے سامنے رکھے۔ ان سوالوں کے جواب میں تقریباً تمام علماء نے، جیسا کہ آپ نے سنا تھا، یہ تو تسلیم کیا کہ جو آفات آ رہی ہیں یہ گناہوں کی زیادتی اور خدا تعالیٰ کے حکموں سے دور ہٹنے کی وجہ سے ہیں اور سزا ہیں یا عذاب ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی انہوں نے کہا کہ اس کا حضرت عیسیٰؑ کی آمد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ سوال کرنے والے نے یہ بھی سوال کیا تھا۔ اور علماء اس کے لئے اب عام طور پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا تو قرب قیامت کے وقت ہے اور ابھی تو اس طرف سفر شروع ہوا ہے۔ کوئی کچھ عرصہ بتاتا ہے اور کوئی کچھ۔ اور ایک عالم نے تو بڑے معیّن کر کے سات سو کچھ سال کا عرصہ بتایا ہے کہ ابھی وقت ہے عیسیٰ کے آنے میں۔ منہ سے ہی کہنا ہے نا، کونسی کسی نے ان کی باتوں پر تحقیق کرنی ہے۔

پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ گو مسیح و مہدی نے چودھویں صدی میں آنا ہے لیکن ابھی نہیں آیا اور ابھی چودھویں صدی ختم نہیں ہوئی، بڑا عرصہ پڑا ہے اس کے ختم ہونے میں۔ پھر چودھویں صدی بھی ختم ہو گئی۔ بعض جاہل مولویوں نے تو (ویسے تو سارے ہی جاہل ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا) کہا کہ چودھویں صدی لمبی ہو گئی ہے ابھی ختم ہی نہیں ہو رہی۔ پھر شاید کسی نے سمجھایا کہ یہ کیا جہالت کی باتیں کرتے ہو۔ پھر کچھ نام نہاد پروفیسروں اور ڈاکٹر علماء کو بھی اپنی علمیت کے اظہار کرنے کا موقع ملا، لوگوں کو اکٹھا کرنے کا موقع ملا۔ تو انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ مسیح و مہدیؑ کی آمد تو قرب قیامت کی نشانی ہے اس لئے ابھی وقت نہیں آیا جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا۔ اور بعض عرب علماء نے اپنے پہلے نظریہ کے خلاف یہ تو تسلیم کر لیا اور یہ بات مان لی کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات ہو چکی ہے اور ساتھ یہ بھی کہنے لگ گئے کہ مسیح کی آمد ثانی کی جو احادیث ہیں وہ ساری غلط ہیں، اب کسی نے نہیں آنا۔ اور یہ کہ ہم جو علماء ہیں یا بعض ملکوں میں علماء کے ادارے ہیں دین کی تجدید کرنے کے لئے یہی کافی ہیں۔ بہرحال اس کو غلط ثابت کرنے کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی لیکن ہٹ دھرمی ہے۔ اور پھر انہوں

نے جماعت کے خلاف جھوٹے فتووں کی بھرمار کر دی۔ بعض فتوے دینے والوں نے تو ہماری طرف ایسی باتیں منسوب کیں، ایسی تعلیم منسوب کی جس کا ہماری تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے، کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور یہ فتوے صرف مسلمانوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت اور فساد پھیلانے کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ اور ان باتوں پہ جو ہماری طرف منسوب کی گئی ہیں ان پر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں صرف اتنا ہی کہتے ہیں بلکہ یہی دعا ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ

تمام علماء اس بات پر متفق تھے کہ مسیح و مہدی کا ظہور چودھویں صدی میں ہو گا یا اس کے قریب ہو گا

وَالْفَاسِقِيْنَ۔ اور ان فتوے دینے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں دو نئے فتوے بھی جاری ہوئے ہیں۔ لیکن عام مسلمانوں سے ہمارے دل میں جو ہمدردی ہے اور جو پیغام ان تک پہنچانا ہمارے سپرد ہے یا جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے مَیں مسیح و مہدی کی بعثت کے بارے میں کچھ کہوں گا کہ آیا آنے کا یہ وقت اور زمانہ ہے یا نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ایک وقت تک تمام علماء اس بات پر متفق تھے کہ مسیح و مہدی کا ظہور چودھویں صدی میں ہو گا یا اس کے قریب ہو گا اور تمام پرانے ائمہ اور اولیاء اور علماء اس بات کی خبر دیتے آئے ہیں کہ یہ زمانہ جو آنے والا ہے مسیح و مہدی کے ظہور کا ہو گا اور جو اس زمانے کے لوگ تھے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے یا قریب زمانے کے وہ تو مسلمانوں کے حالات دیکھ کر اس یقین پر قائم تھے کہ عنقریب مسیح و مہدی کا ظہور ہو گا۔ اس زمانے میں جن لوگوں کو دین کا درد تھا خدا سے دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی اس ڈوبتی کشتی کو سنبھال لے۔ بہرحال ان خبر دینے والوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل کے حالات پیش کرنے والوں کے حوالے میں پیش کرتا ہوں جو کہ جماعت احمدیہ سو سال سے زائد عرصے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے پیش کر رہی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی یہ باتیں پیش کی ہیں، سامنے رکھی ہیں۔ لیکن کیونکہ اب پھر لوگ یہ سوال اٹھا رہے ہیں اس لئے میں دوبارہ اس کا ذکر کر رہا ہوں اور ہمیں تو کرتے بھی رہنا چاہئے، پیغام پہنچانے کے لئے ضروری بھی ہے تا کہ جماعت میں بھی پیغام پہنچانے کی طرف تیزی پیدا ہو، اور لوگوں پر بھی واضح ہو، کیونکہ اب خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسے ذرائع میسر فرما دیئے ہیں جس کے ذریعہ سے غیروں کی بہت بڑی تعداد کسی نہ کسی طریقے سے پیغام سن لیتی ہے۔

تو بہرحال پہلا حوالہ ہے حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ وہ چھٹی صدی ہجری کے صاحب کرامات بزرگ ہیں، ایک فارسی قصیدے میں فرماتے ہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ بارہ سو سال گزرنے کے بعد عجیب نشان ظاہر ہوں گے اور مہدی اور مسیح ظاہر ہوں گے۔

(اربعین فی احوال المہدیین قصیدہ فارسی صفحہ 2 تا 4۔ محمد اسماعیل شہید)

پھر ''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کی وفات 1176 ہجری میں ہوئی فرماتے ہیں کہ میرے ربّ نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسی طرح (یہ بات ان کی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں چھپی ہوئی ہے) آپ نے امام مہدی کی تاریخ ظہور لفظ چراغ دین میں بیان فرمائی ہے جس کے حروف ابجد 1268 بنتے ہیں''۔

(حجج الکرامہ صفحہ نمبر 394)

پھر نواب صدیق حسن خان صاحب کے بیٹے نواب نور الحسن خان، گو ماننے والے تو نہیں لیکن انہوں نے بھی حضرت امام جعفر صادقؒ سے مروی یہ بات کی ہے کہ ''امام مہدی سن 200 میں نکل کھڑے ہوں گے یعنی بعد 1000 ہجری کے'' بارھویں صدی میں۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ ''مَیں کہتا ہوں کہ اس حساب سے مہدی کا ظہور شروع تیرھویں صدی پر ہونا چاہئے تھا۔ مگر یہ صدی پوری گزر گئی مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل رحم و کرم فرمائے''۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ 221)

دعا تو یہ کرتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: نواب صدیق الحسن خان نے لکھا ہے کہ نزول مسیح میں کوئی شخص چودھویں صدی سے آگے نہیں بڑھتا۔ یعنی جو تمام باتیں اور خبریں اور مکاشفات اور اخبار ہیں وہ تمام چودھویں صدی تک کی خبر دیتی ہیں۔ فرمایا کہ ترقی قمر بھی 14 تک ہی معلوم ہوتی ہے جیسے قرآن شریف میں ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (یٰس:40)

(البدر جلد 1 نمبر 5، 6 مورخہ 26/ نومبر)

پھر ایک مولانا ہیں سید ابو الحسن علی ندوی معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء۔ یہ ماننے والوں میں سے تو نہیں ہیں بلکہ ہمارے خلاف ہی ہیں لیکن حالات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''مسلمانوں پر عام طور پر یاس و ناامیدی اور حالات و ماحول سے شکست خوردگی کا غلبہ تھا۔ 1857ء کی جدوجہد کے انجام اور مختلف دینی اور عسکری تحریکوں کی ناکامی کو دیکھ کر معتدل اور معمولی ذرائع اور طریقہ کار سے انقلاب حال اور اصلاح سے لوگ مایوس ہو چلے تھے

عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب کے ظہور اور کسی ملہم اور مؤیدمن اللہ کی آمد کی منتظر تھی

اور عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب کے ظہور اور کسی ملہم اور مؤیدمن اللہ کی آمد کی منتظر تھی۔ کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔ مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور واقعات کا چرچا تھا''۔ (قادیانیت صفحہ 17 از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ مکتبہ دینیات 134 شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ طبع اوّل 1959)

تو یہ بات ثابت کر دی ہے، اپنی باتوں سے کہہ گئے اور لوگ بھی مانتے تھے کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے لیکن جب دعویٰ ہوا ماننے کو تیار نہیں تھے۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ:

’’عالم اسلام مختلف دینی واخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اس کے گوشے گوشے میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیے بے محابا پج رہے تھے، غیراللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورتحال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرے کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اس کا تعاقب کرے۔ جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید وسنت کی دعوت دے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ کا نعرہ بلند کرے‘‘۔

یہ ساری باتیں اتفاقی نہیں ہیں۔ ان علماء کو اگر وہ حقیقت میں علماء ہیں غور کرنا چاہئے سوچنا چاہئے کہ یہ پرانے بزرگوں کی بتائی ہوئی خبریں ہیں، آنحضرت ﷺ کی احادیث ہیں

(قادیانیت صفحہ 218 از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ مکتبہ دینیات 134 شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ طبع اوّل 1959ء)

یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور اس زمانے میں ساروں نے تسلیم کیا اور اب بھی اس قسم کی باتوں کو سارے تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے ہیں مسیح کی ضرورت نہیں اور یہ کہ مہدی یا مسیح کا ابھی وقت نہیں آیا۔ یعنی جس دین کو خدا تعالیٰ نے آخری اور مکمل دین بنا کر بھیجا تھا اس کی انتہائی کسمپرسی کی حالت تھی لیکن خدا تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں تھی کہ اس کے دین کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اپنے وعدوں کے خلاف نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ چل رہا تھا اور جس مسیح ومہدی کو اپنے وعدوں کے مطابق اس نے مبعوث کرنا تھا وہ نہیں کر رہا تھا۔

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات کا ظہور 200 سال کے بعد ہو گا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الآیات حدیث: 4057)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا یہ معنی بھی ہے کہ ہزار سال کے بعد دو سو سال یعنی 1200 سال گزرنے کے بعد علامات مکمل طور پر ظاہر ہوں گی اور وہی زمانہ مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ الفصل الثالث روایت نمبر: 5460)

تو یہ تو ان ساری باتوں سے ثابت ہو گیا کہ ظہور کا زمانہ وہی تھا جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں نہ کہ وہ جس کی آجکل کے علماء تشریح کرتے ہیں کہ ابھی اتنے سو سال پڑے ہیں یا اتنے سو سال پڑے ہیں۔ ان باتوں سے جو مَیں نے مختلف ائمہ کی پڑھی ہیں اور شاہ ولی اللہ کا اقتباس، اس سے ہم نے دیکھ لیا کہ ان سب نے مسیح و مہدی کے آنے کا وقت 12ویں صدی کے بعد کا کوئی زمانہ بتایا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ 19ویں صدی میں یا 20ویں صدی میں یا فلاں وقت میں آنا ہے۔ ہر جگہ 12ویں صدی کا ذکر ہے۔ اور جب 12ویں صدی کا ذکر ہے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ کم و بیش اسی زمانے میں مبعوث ہونا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو 12ویں صدی کے مجدد تھے انہوں نے تو اور بھی معین کر دیا ہے یعنی 1268۔ اور یہ کم و بیش وہی زمانہ بنتا ہے جس زمانے میں مسیح موعود کے ظہور کی توقع کی جا رہی تھی۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) کے حوالے سے ایک اور نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے اعداد 1275 بنتے ہیں یعنی جس شخص نے آخرین کو پہلوں سے ملانا ہے یا ملانا تھا اُس کو اسی زمانے میں ہونا چاہئے تھا جس کے بارے میں سب توقع کر رہے تھے اور جس کی ضرورت بھی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہی وہ سال بنتے ہیں جب مَیں روحانی لحاظ سے اپنی بلوغت کی عمر کو تھا اور اللہ تعالیٰ مجھے تیار کر رہا تھا۔

پس یہ ساری باتیں اتفاقی نہیں ہیں۔ ان علماء کو اگر وہ حقیقت میں علماء ہیں غور کرنا چاہئے سوچنا چاہئے کہ یہ پرانے بزرگوں کی بتائی ہوئی خبریں ہیں، آنحضرت ﷺ کی احادیث ہیں قرآن کریم نے بھی مسیح کے آنے کی کچھ نشانیاں بتائی ہیں۔ ان پر غور کریں اور یہ کہہ کر عوام کو گمراہ نہ کریں کہ ان ساری باتوں کا، ان آفات کا مسیح کی آمد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسیح کی آمد کے زمانے کے تعین کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن و حدیث سے جو ثابت کیا ہے وہ بات مَیں بتاتا ہوں لیکن اس سے پہلے ایک حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ آجکل کے علماء جس قسم کے جواب دے رہے ہیں ان سے یہی توقع کی جا سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعے علم ختم ہو گا جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنا لیں گے۔ اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اے مسلمانو! اگر تم اللہ کی رضا چاہتے ہو، دنیا، دین اور آخرت بچانا چاہتے ہو تو اس وقت اس زمانے کے حالات پر غور کرو اور تلاش کرو کہ یہ زمانہ کہیں مسیح موعود کا زمانہ تو نہیں ہے

(بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم حدیث نمبر: 100)

اس حدیث سے علماء وقت جنہوں نے ابھی تک مسلمانوں کو غلط رہنمائی کرکے مسیح و مہدی کی تلاش سے دور رکھا ہوا ہے، اس کو پہچاننے سے دُور رکھا ہوا ہے یا جو دُور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا حال

تو حدیث میں ظاہر ہوگیا۔ لیکن ان کے اس حال کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔ پس یہ حال ان علماء کا دیکھ کر ہمیں خاموش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ کوشش کر کے ہر مسلمان کو ان کا یہ حال بتانا چاہئے کہ انہوں نے تو اللہ و رسول کی بات نہ مان کر اس انجام کو پہنچنا ہے جہاں اللہ کی ناراضگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ لیکن اے مسلمانو! اگر تم اللہ کی رضا چاہتے ہو، دنیا، دین اور آخرت بچانا چاہتے ہو تو اس وقت اس زمانے کے حالات پر غور کرو اور تلاش کرو کہ یہ زمانہ کہیں مسیح موعود کا زمانہ

> آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ان میں سے ایک شخص اس کو واپس لائے گا

تو نہیں ہے اور مسلمانوں کی یہ بے چارگی کی حالت اور یہ آفات وغیرہ بے وجہ کی دلوں کی سختی کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ بہر حال جیسا کہ میں نے کہا تھا اس زمانے میں مسیح موعود کی آمد کے بارے میں حدیث میں اور قرآن میں نشانیاں بھی ملتی ہیں چند ایک کا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے ذکر کروں گا۔ یہ تو ہم نے دیکھ لیا کہ بعد کے علماء نے بھی اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کے زمانے کے تھے، انہوں نے بھی، سب نے یہ تسلیم کر لیا کہ اسلام کی اور مسلمانوں کی حالت نہایت ابتر ہے۔ لیکن ہم سے وعدہ تو جیسا کہ میں نے کہا، یہ تھا کہ ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیجے گا جو ایمان کو واپس لے کر آئے گا۔ اس پر ابھی تک عمل نہیں ہوا۔ لیکن بہر حال یہ جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ ابھی تک یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ نہیں آ رہا۔

جب یہ آیت اتری کہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) تو سوال کرنے والے کے سوال پر کہ یہ آخرین کون ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ان میں سے ایک شخص اس کو واپس لائے گا۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ جمعہ زیر آیت واخرین منھم ......حدیث: 4897)

اب ایمان ثریا پر جانے کی باتیں تو یہ لوگ کرتے ہیں۔ لیکن پھر یہ کہتے ہیں کہ ابھی مسیح موعود کا زمانہ نہیں آیا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے صرف اس بات پر ہی بات ختم نہیں کر دی بلکہ اور نشانیاں بھی بتائی ہیں جن سے آخری زمانے اور دجالی زمانے کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس بات کے ثبوت کے لئے یہ دراصل آخری زمانہ ہے۔ جس میں مسیح ظاہر ہونا چاہئے دو طور کے دلائل موجود ہیں، اول وہ آیات قرآنیہ اور آثار نبویہ جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتے ہیں اور پورے ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پورے ہونے کے چند گھنٹے بعد قیامت آجائے گی مطلب یہ کہ زمانہ اس طرف چل رہا ہے۔ فرمایا کہ جیسا کہ اونٹوں کی سواری کا موقوف ہو جانا جس کی تشریح آیت وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر:5) سے ظاہر ہے یعنی جب 10ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔ فرمایا کہ دجالی زمانے کی علامات میں جبکہ ارضی علوم وفنون زمین سے نکالے جائیں گے۔ بعض ایجادات اور صنعات کو بطور نمونہ کے بیان فرمایا ہے۔ وہ ہے اس وقت اونٹنی بیکار ہو جائے گی اور اس کی کچھ قدر و منزلت نہیں رہے گی۔ عِشَارُ حمل دار اونٹنی کو کہتے ہیں جو عربوں کی نگاہ میں بہت عزیز ہے اور ظاہر ہے قیامت کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ قیامت ایسی جگہ نہیں جہاں اونٹ اونٹنی کو ملے اور حمل ٹھہرے بلکہ یہ ریل کے نکلنے کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح آجکل دوسری سواریاں بھی ہیں۔ فرمایا: اور حمل دار ہونے کی اس لئے قید لگا دی کہ یہ قید دنیا کے واقعہ پر قرینہ ہو اور آخرت کی طرف ذرا بھی وہم نہ جائے۔ یعنی دنیا پر اس کا خیال کیا جائے نہ آخرت کی طرف جانے کا۔

پھر فرمایا: وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:8) اور جس وقت جانیں بہم ملائی جائیں گی۔ یہ تعلقات اقوام اور بلاد کی طرف اشارہ ہے، مطلب یہ ہے کہ آخری زمانے میں بباعث راستوں کے کھلنے اور انتظام ڈاک اور تار برقی کے تعلقات بنی آدم کے بڑھ جائیں گے۔ اب تو اور بھی ذرائع کھل گئے ہیں آمنے سامنے بیٹھ کر تصویروں سے بھی باتیں ہو جاتی ہیں، ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے۔ فرمایا: ایک قوم دوسری قوم کو ملے گی اور دُور دُور کے رشتے اور تجارتی اتحاد ہوں گے اور بلاد بعیدہ کے دوستانہ تعلقات بڑھ جائیں گے۔ تو یہ پیشگوئی اس آخری زمانے کی ہے جو آئے روز ہم پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں جو نظر آتی ہے۔

فرمایا کہ: "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (التکویر:2) جس وقت سورج لپیٹا جائے گا یعنی سخت ظلمت، جہالت اور معصیت کی دنیا پر طاری ہو جائے گی۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:8) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "یہ بھی میرے ہی لیے ہے... پھر یہ

> خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار اور ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعے کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے

بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار اور ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعے کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بھی بڑھا رہے ہیں کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہم کو نہیں ملتی"۔

(الحکم جلد 6 نمبر 43 مؤرخہ 30 نومبر 1902ء صفحہ 1-2)

میں اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ (التکویر:2) پر بات کر رہا تھا کہ فرمایا کہ سخت ظلمت، جہالت اور معصیت دنیا پر طاری ہو جائے گی۔ پھر فرمایا وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ (التکویر:3) اور جس وقت تارے گدلے ہو جائیں گے۔ یعنی علماء کا اخلاص جاتا رہے گا۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ یہ علماء اس قرآنی پیشگوئی کے مطابق اب نورِ اخلاص پا ہی نہیں سکتے جب تک مسیح و مہدی کے ساتھ تعلق نہ جوڑ لیں اور یہ تعلق یہ لوگ جوڑنا نہیں چاہتے۔ ان سے پہلے بھی اسی طرح انتظار کرتے

> یہ علماء اس قرآنی پیشگوئی کے مطابق اب نورِ اخلاص پا ہی نہیں سکتے جب تک مسیح و مہدی کے ساتھ تعلق نہ جوڑ لیں

کرتے خالی ہاتھ چلے گئے اور یہ بھی چلے جائیں گے۔ لیکن مسلم اُمّہ یہ یاد رکھے کہ ان کی ان باتوں میں آ کر اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کریں۔ اللہ کے حضور جب حاضر ہوں گے تو یہ جواب کام نہیں آئے گا کہ ہمارے علماء نے غلط رہنمائی کی تھی اس لئے ہمارے گناہ ان کے سر۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں تو اللہ تعالیٰ نے صاف بتا دیا ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی پس سب کے لئے غور کرنے کا مقام ہے۔ پھر اس زمانے کی ایک قرآنی پیشگوئی ہے۔ فرمایا کہ وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ (التکویر:6) اور جس وقت وحشی آدمیوں کے ساتھ اکٹھے کئے جائیں گے۔ مطلب ہے کہ وحشی قومیں تہذیب کی طرف رجوع کریں گی اور ان میں انسانیت اور تہذیب آئے گی۔ دیکھیں یہ سب قرآنی پیشگوئیاں آج کے زمانے میں پوری ہو رہی ہیں۔ پھر فرمایا وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ (التکویر:11) یعنی اس وقت خط و کتابت کے ذریعے عام ہوں گے۔ اور کتب کثرت سے دستیاب ہوں گی۔

پھر ایک نشانی وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ (التکویر:7) یعنی اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ تو دیکھ لیں آجکل دریا بھی ملائے گئے، سمندر بھی ملائے گئے، نہری نظام قائم کیا گیا۔ تو یہ سب اس زمانے کی جدید ایجادات کی وجہ سے ہے۔ اور مغربی قوموں کی ترقی کے بعد ان سب چیزوں میں اور بھی زیادہ ترقی ہوئی یا دنیا میں پھیلائی گئی ہیں۔ پس یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ ظہور امام مہدی آخری زمانے کی نشانی اور دجّال کے آنے سے وابستہ تھا۔ دجّال کے آنے سے ہی مسیح نے بھی آنا تھا۔ تو جب یہ نشانیاں پوری ہو رہی ہیں تو مسیح کی آمد کا ابھی تک کیوں انتظار ہے۔ مسیح کو کیوں قیامت سے ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ صرف ایک ضد ہے، ہٹ ہے۔ اللہ ہی ہے جو ان کو عقل دے۔

پھر ایک حدیث ہے مسیح کی آمد کے نشان کے طور پر اور یہ ایسی حدیث ہے کہ اسے جب بھی احمدی پیش کرتے ہیں تو مخالف کے پاس کا اس کوئی رد نہیں ہوتا۔ اور وہ ہے سورج اور چاند گرہن کی۔ اور اس نشان کو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود نہیں ہیں تو آنحضرت ﷺ نے ایک چیلنج کے رنگ میں فرمایا تھا کہ یہ نشان کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ تو پھر کسی اور کا دعویٰ دکھا دینا چاہئے کیونکہ نشان تو ظاہر ہو چکا ہے، دو دفعہ ظاہر ہو چکا ہے۔ تو اس نشان کے دیکھنے کے بعد پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ نہیں ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں حضرت محمد بن علیؓ یعنی حضرت امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں وہ کسی کی صداقت کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اوّل یہ کہ اس کی بعثت کے وقت رمضان میں پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔ اور درمیانی تاریخ کو سورج گرہن لگے گا۔ اور یہ دونوں نشان کے طور پر پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ (سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما صفحہ 188/1 مطبع انصاری دہلی 1310ھ حدیث: 1777)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”مسیح موعود کا یاجوج ماجوج کے وقت میں آنا ضروری ہے اور چونکہ اَجِیۡج آگ کو کہتے ہیں جس سے یاجوج ماجوج کا لفظ مشتق ہے۔ اس لئے جیسا کہ خدا نے مجھے سمجھایا ہے یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے۔ اور ان ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ ان کے جہاز، ان کی ریلیں، ان کی کلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی۔ اور ان کی لڑائیاں آگ کے ساتھ ہوں گی۔ اور وہ آگ سے خدمت لینے کے فن میں تمام دنیا کی قوموں سے فائق ہوں گے۔ اور اسی وجہ سے وہ یاجوج ماجوج کہلائیں گے۔ سو وہ یورپ کی قومیں ہیں جو آگ کے فنوں میں ایسے ماہر اور چابک اور یکتائے روزگار ہیں کہ کچھ بھی ضرور نہیں کہ اس میں زیادہ بیان کیا جائے۔ پہلی کتابوں میں بھی جو بنی اسرائیل کے نبیوں کو دی گئیں یورپ کے لوگوں کو ہی یاجوج ماجوج ٹھہرایا ہے۔ بلکہ ماسکو کا نام بھی لکھا ہے جو قدیم پایہ تخت روس تھا۔ سو مقرر ہو چکا تھا کہ مسیح موعود یاجوج ماجوج کے وقت میں ظاہر ہو گا۔“ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 425-424)

پس ائمہ نے قرآن و حدیث سے علم پا کر بتا دیا کہ مسیح موعود اس زمانے میں ہو گا۔ علماء سابقہ اور موجودہ نے کہا کہ اس زمانے کے حالات بتا رہے ہیں، مسلمانوں

> خدا نے مجھے سمجھایا ہے یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے

کی یہ حالت ہے کہ نبی ہونا چاہئے۔ قرآن کریم نے نشانیاں بتا دیں جن میں سے بعض کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ یہ آخری زمانے کی باتیں ہیں، جب یہ باتیں ہو رہی ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مسیح موعود کا زمانہ ہی ہے۔

پھر ایک روشن نشان جو چیلنج کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے جس کی تشریح امام باقر نے کی ہے وہ بتایا کہ مسیح موعود کے وقت میں سورج اور چاند کا گرہن لگنا تھا۔ تو پھر یہ کہنا کہ ابھی مسیح موعود کے آنے کا وقت نہیں آیا خدا کے غضب کو آواز دینے والی بات ہے۔

خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آفات ہماری غلطیوں اور گناہوں کا نتیجہ ہیں۔ جو آیت مَیں نے پڑھی ہے، اس کے آخری حصے کا جو حوالہ گزشتہ خطبہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس میں سے مَیں نے دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں اور حجت تمام کر دیں۔ تو خود ہی یہ کہہ کر کہ یہ عذاب ہیں پھر اس آیت کے اس حصے پر بھی غور کریں اور بجائے یہ کہنے کے کہ مسیح موعود کے آنے کا وقت نہیں ہوا یا اس کا اس

ان لوگوں میں سے کسی کو اس خیال میں نہیں رہنا چاہئے کہ مسیح موعود کو مانے بغیر اسلام اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر لے گا۔

سے کوئی تعلق نہیں۔ یا ابھی 726 یا 728 سال باقی ہیں یا 200 سال باقی ہیں۔ اور بجائے یہ کہنے کے کہ یہ غلط ہے جھوٹا آدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انذار کو ردّ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی مانگیں۔ اس سے رہنمائی مانگتے ہوئے اس کی پناہ میں ان لوگوں کو آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عقل و شعور دے جو اس انذار کی شدت کو سمجھ نہیں رہے اور نام نہاد علماء یا دنیا کے لہو و لعب کے پیچھے بھٹک رہے ہیں۔ کیونکہ یہ اکٹھے نہیں، مذہب سے کوئی تعلق نہیں ان کی بعض حرکتیں بیہودہ ہیں اسی وجہ سے غیروں کو بھی موقع مل رہا ہے کہ جو اسلام پہ بھی اعتراض کرتے ہیں اور بعض بیہودہ لغو قسم کی باتیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں جس طرح پچھلے دنوں میں ایک کارٹون بنا کے شائع کیا گیا جس پر اب شور مچا رہے ہیں۔ تو یہ ان کی اپنی حرکتیں ہی ہیں جن کی وجہ سے غیروں کو موقع مل رہا ہے۔ مخالفین کو موقع مل رہا ہے۔ اور یہ اب جماعت احمدیہ ہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق ان چیزوں کا بھی ردّ کرتی ہے اور اللہ کے فضل سے اس کا اثر بھی ہوتا ہے۔

اب ڈنمارک میں اخبار کے ایڈیٹر یا لکھنے والے نے جو معافی مانگی ہے۔ پہلے تو ضد میں آ گئے تھے۔ اَڑ گئے تھے کہ نہیں جو ہم نے کیا ہے ٹھیک ہے۔ لیکن جب ہمارا وفد ملا، ان کو بتایا، سمجھایا تو ان کے کہنے پہ یہ معافی مانگی گئی ہے نہ کہ ان کے احتجاج پر۔ ان کے سامنے انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ہاں تمہاری دلیل ٹھیک ہے اس پہ ہم معذرت کرتے ہیں۔ دوسرے یورپین ملکوں میں بھی ہو رہا ہے تو وہاں بھی جماعت کو چاہئے کہ جا کے مل کے ان کو سمجھائیں۔ کیونکہ بعض حرکات اپنوں کی ایسی ہیں جس کی وجہ سے اس طرح کی بیہودہ اور لغو حرکتیں غیروں کو کرنے کا موقع ملتا ہے۔

سورۃ تکویر میں جہاں اس زمانے کے حالات کی پیشگوئیاں ہیں وہاں اسلام کی آئندہ ترقی بھی مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی وابستہ کی گئی ہے۔ ان کے ذریعہ سے اکٹھے ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ اس لئے ان لوگوں میں سے کسی کو اس خیال میں نہیں رہنا چاہئے کہ مسیح موعود کو مانے بغیر اسلام اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر لے گا۔ یا یہ لوگ اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کر لیں گے۔ جس طرح ان کا نظریہ ہے صرف خنزیروں کو مارنا ہی تو نہیں رہ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں اور حجت تمام کر دیں

اس کے لئے تو یہ عیسائی قوم ہی کافی ہے، مارتے رہتے ہیں اور کھاتے رہتے ہیں، تو مسیح بیچارے کو آنے کی، اس مشکل میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کہلانے والے علماء کو بھی عقل دے اور مسلمان امت کو بھی کہ یہ حق کو پہچان سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سینہ کھولے، دماغ کھولے۔ ہمارا کام ان کے لئے دعا بھی کرنا ہے اور ان کو راستہ بھی دکھانا ہے، اور وہ ہمیں کرتے چلے جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 فروری 2006ء خطبہ جمعہ 3 فروری 2006ء)

تم بھی اے کاش کبھی دیکھتے سنتے اس کو
آسماں کی ہے زباں یارِ طرح دار کے پاس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں۔ یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں... سب اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہوگی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے مگر دل کا ایک ہی رنگ ہوگا۔ ان کے حُلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہوگا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مئی 1991ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 471)

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلیفہ وقت دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے دنیا کی مختلف قوموں کی وقتاً فوقتاً اُٹھتی ہوئی اور پیدا ہوتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر نصائح کرتا ہے جس سے قومی وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ سب کا قبلہ ایک طرف رکھتا ہے... اور جماعتِ احمدیہ میں یہ تصویر ہمیں نظر آتی ہے۔ جبکہ خلیفہ وقت کا خطبہ بیک وقت دنیا کے تمام کونوں میں سنا جا رہا ہوتا ہے۔ اور مختلف مزاج اور ضروریات کے مطابق بات ہوتی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 جون 2011ء صفحہ 6 تا 7)

کسوف و خسوف ایک عظیم آسمانی نشان

اور

صداقت حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

(مکرم ڈاکٹر عبد الرحمٰن بھٹہ صاحب۔ Recklinghausen)

اللہ تعالیٰ جب بھی دنیا میں کوئی نبی یا رسول مبعوث فرماتا ہے تو اس کی تائید اور تصدیق کے لئے مختلف قسم کے نشانات بھی ظاہر فرماتا ہے۔ ان نشانات سے جہاں اُن لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں، تقویت اور استقامت حاصل ہوتی ہے وہاں عوام الناس کو اُس نبی کی صداقت پرکھنے کے لئے ایک کسَوٹی بھی میسر آ جاتی ہے۔

1۔ ہمارے اس آخری زمانہ میں ایک عظیم مُصلح کی آمد کا ذکر تقریباً سب مذاہب کی مقدس کتب میں پایا جاتا ہے اور اس عظیم ہستی کی بعثت سے متعلق مختلف قسم کے نشانات کا بھی ذکر ہے جن سے اس ہستی کی شناخت آسان ہوجاتی ہے۔ انہی نشانات میں سے ایک عظیم الشان نشان ''سورج اور چاند گرہن'' ہے۔ بائبل میں اس کا ذکر عہد نامہ عتیق اور جدید دونوں میں پایا جاتا ہے، چنانچہ یوایل نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ:

''......اور میں زمین اور آسمان میں عجائب ظاہر کروں گا۔ یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کے ستون۔ اس سے پیشتر کہ خداوند کا خوفناک روزِ عظیم آئے۔ آفتاب تاریک اور ماہتاب خون ہوجائے گا اور جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا......(یوایل، باب2 آیت 32-30)

پھر اسی کتاب میں مزید لکھا ہے کہ:

''...... گروہ پر گروہ انفصال (فیصلہ) کی وادی میں ہے۔ کیونکہ خداوند کا دن انفصال (فیصلہ) کی وادی میں آپہنچا۔ سورج اور چاند تاریک ہوجائیں گے اور ستاروں کا چمکنا بند ہوجائے گا''۔ (یوایل، باب3 آیت 15-14)

متی کی انجیل کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام نے اس نشان کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

''......اور فوراً اُن دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہوجائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابنِ آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا......'' (متی، باب 24 آیت 30-29)

یوحنا کو یہ نشان مکاشفہ میں دکھایا گیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''......اور جب اُس نے چھٹی مُہر کھولی تو میں نے دیکھا کہ ایک بڑا بھونچال آیا ہے اور سورج کمل کی مانند کالا اور سارا چاند خون سا ہوگیا۔......(مکاشفہ باب 6 آیت 12)

2۔جہاں تک اسلامی صحائف کا تعلق ہے ان میں اس نشان کا ذکر نسبتاً واضح الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آخری زمانہ کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۔ وَخَسَفَ الْقَمَرُ۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ۔ (سورۃ القیامہ آیت 8-11)

ترجمہ: تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی۔اور چاند گہنا جائے گا۔اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔ اُس دن انسان کہے گا فرار کی راہ کہاں ہے؟

بائبل اور قرآن کریم کے مذکورہ بالا اجمالی بیانات کی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت وضاحت کے ساتھ اور معیّن الفاظ میں بیان فرمائی ہے جو احادیث کی کتب میں محفوظ چلی آئی ہے۔ دارِ قطنی کی حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خلق السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ، وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَ الأَرْضَ۔

(سنن دار قطنی مطبوعہ قاہرہ طبع 1966ء صفحہ 95 بحار الانوار جِلد نمبر 13)

اہل سنت اور شیعہ حضرات کے نزدیک مسلّم اس حدیث نبویؐ کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان اس طرز پر کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو ماہِ رمضان میں (اس کی مقررہ تاریخوں میں سے) پہلی رات کو گرہن لگے گا جبکہ سورج کو (اس کے مقررہ دنوں میں) درمیان والے دن گرہن ہو گا جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں یہ دونوں نشان ظاہر نہیں ہوئے۔

اس حدیث میں جو تفصیل بیان ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ نشان خاص طور پر اُس مہدی علیہ السلام کی شناخت اور تائید کے لئے ظاہر ہو گا جس کا ظہور آخری زمانہ میں مقدر ہے۔ اسی بات سے یہ لازم آتا ہے کہ مہدی علیہ السلام اس نشان کے ظہور سے پہلے مبعوث ہو کر دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کر چکے ہوں گے اور پھر یہ نشان اُن کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے ظاہر ہو گا۔

کیفیت کے اعتبار سے یہ نشان اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو ایک مخصوص رات میں اور سورج کو ایک مخصوص دن کو گرہن لگے گا۔ چاند کے لئے گرہن کی معیّن تین راتوں میں سے پہلی رات کا ذکر ہے اور سورج کے لئے تین معیّن دنوں میں سے 'درمیانے دن' کا ذکر کیا گیا ہے اس طرح چاند گرہن کے لئے رمضان کی تیرہ اور سورج گرہن کے لئے رمضان کی اٹھائیس تاریخ بنتی ہے۔

اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس نشان کو بڑی تحدی سے یکتائے زمانہ اور عدیم المثال قرار دیا گیا ہے اور حدیث میں دو مرتبہ اس بات کا اعادہ مذکور ہے کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے کسی کے لئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوا نیز یہ کہ یہ نشان ''ہمارے مہدی'' کے لئے ہی مخصوص ہے۔

''ہمارے مہدی'' کے الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ جس مہدی کی تصدیق کے لئے یہ نشان ظاہر ہو گا وہ اسلام کا کامل متّبع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و عاشقِ صادق ہو گا۔ کوئی ایسا دعویدار جو اسلام سے سرِ مُو اِنحراف کرنے والا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ذرا بھی باہر ہو وہ اس نشان سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔

3۔مذکورہ بالا تفصیل اور تحدّی اس نشان کو رشد و ہدایت کا ایک ایسا روشن مینار بنا دیتی ہے جس کو رحمتِ خداوندی نے اس لئے مقدّر فرمایا کہ بھولی بھٹکی انسانیت اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے زمانے کے امام کو پہچان سکے اور جاہلیت کی موت مرنے سے بچ جائے۔

آج سے تقریباً سو سال قبل جب دکھی انسانیت نہایت بے بسی اور بے کسی کی حالت میں اپنے مسیحا اور مہدی کی انتظار میں آسمان پر نظریں جمائے بیٹھی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اُس عظیم مصلح ربّانی کو مبعوث فرمایا۔ قادیان کی بستی سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1891ء میں یہ اعلان کیا کہ وہ وہی مسیح موعودؑ ہیں جن کا انتظار صدیوں سے ہو رہا تھا اور وہی ''مہدی'' ہیں جس کا وعدہ احادیث میں دیا گیا ہے۔

مخالفت کا ایک طوفان اٹھا اور شور مچایا گیا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ''چاند اور سورج گرہن'' کا وہ نشان کیوں ظاہر نہیں ہوا جس کا ذکر احادیث میں پایا جاتا ہے۔لیکن دنیا کو اُس نشان کے لئے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا اور تین سال بعد ہی یعنی 1894ء میں رمضان کے مہینہ میں وہ نشان پوری آب و تاب کے ساتھ مشرقی کرہ ارض پر ظاہر ہوا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ مہدویت پر مُہرِ تصدیق ثبت کر گیا۔ لاکھوں، کروڑوں افراد نے یہ نشان دیکھا اور ہزاروں نے اس سے روحانی زندگی پائی۔ اگلے سال یعنی 1895ء میں یہ نشان پھر اُسی آب و تاب کے ساتھ اور اُنہی مخصوص اوقات میں مغربی کرہ ارض میں ظاہر ہوا اور ساری مغربی دنیا میں دیکھا گیا۔

اس آسمانی نشان کا اس طرح دو مرتبہ ظاہر ہونا پہلے مشرقی اور پھر مغربی کرہ ارض میں وقوع پذیر ہونا اس بات کا واضح اعلان تھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور کسی مشرقی ملک میں ہو چکا ہے اور یہ کہ آپ کا مشن کسی خاص قوم، ملک یا خطّہ تک محدود نہیں بلکہ ساری دنیا پر محیط ہے۔

4۔آیئے اب تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھ لیں۔

ہر چند کہ یہ نشان نہایت واضح اور روشن تھا اور پوری صحت اور صفائی کے ساتھ ظاہر ہوا لیکن یہ بھی ایک اَبدی اور افسوسناک حقیقت ہے کہ

وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ۔ (یٰسین:47)

یعنی اور ان کے پاس ان کے ربّ کے نشانات میں سے کوئی نشان نہیں آتا مگر وہ اس سے اِعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

چنانچہ موجودہ دَور کے مخالفین بھی گذشتہ انبیاء کے منکرین سے کچھ مختلف ثابت نہ ہوئے اور ان کی بھاری اکثریت نے اس نشان کو دیکھا اور پھر مختلف حیلوں بہانوں سے اس آسمانی گواہی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔حقیقت تو یہ ہے کہ اس نشان کی روایتی اہمیت اور آفاقی حیثیت کو پیشِ نظر رکھا جائے۔تو موجودہ دَور کے مخالفین نے ایسی کورچشمی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا ہے جس کی مثال مذاہب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

بعض لوگوں نے یہ کہہ کر اس نشان کو ردّ کر دیا کہ جس حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ وہ حدیث ہی ضعیف اور وضعی ہے۔ حالانکہ یہ حدیث گذشتہ چودہ سوسال سے احادیث کی کتب میں موجود ہے اور کسی نے اس کی صداقت میں شک وشبہ کا اظہار نہ کیا تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ ایسے لوگ چارپائے ہیں نہ آدمی جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا۔ مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہوگیا۔ محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث ان کی نظر میں قاعدہ تنقید رواۃ کی رو سے کچھ ضعف رکھتی ہو وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دور نہ ہو سکے۔ اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتویٰ قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔ (انجامِ آتھم۔ روحانی خزائن جلد11 صفحہ 294۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن 2008ء)

پھر بعض لوگوں نے یہ کہہ کر اس پیشگوئی کی عظمت کو کم کرنے کی کوشش کی کہ کسوف اور خسوف تو پہلے بھی لگتے رہے ہیں اور رمضان کے مہینہ میں لگتے رہے ہیں۔ اب اگر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد لگ گیا تو یہ ان کی سچائی کا نشان کیسے بن سکتا ہے۔ فرار کی یہ راہ اختیار کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا:

’’ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف اِس قدر ہے کہ جب سے نسل انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اُس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعوے کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف کسوف بھی واقع ہوگیا ہو اور اس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو…غرض صرف خسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کرکے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا‘‘۔ (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد23 صفحہ 330-329۔ آن لائن ایڈیشن 2008ء)

پھر حضور نے اس نشان کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرتے ہوئے مزید فرمایا:

’’چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 202)

پھر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ حدیث میں مذکورہ ’’پہلی رات‘‘ سے مراد رمضان کی پہلی رات ہے۔ اور ’’نصف‘‘ سے مراد رمضان کا ’’درمیان‘‘ ہے لہٰذا چاند کو گرہن رمضان کی پہلی رات کو اور سورج کو گرہن نصف رمضان یعنی پندرہ رمضان کو لگنا چاہیے تھا۔

یہ اعتراض ایک نہایت غیر معقول مطالبہ ہے۔ پہلی رات کا چاند عربی میں ’’ہلال‘‘ کہلاتا ہے جبکہ حدیث میں ’’قمر‘‘ کا لفظ آیا ہے۔ جو پہلی رات کے چاند پر صادق نہیں آسکتا۔ اور پھر پہلی رات کا چاند تو ویسے ہی بمشکل نظر آتا ہے۔ گرہن کے بعد وہ مہدی کی شناخت میں کیا مدد دے گا۔ وہ تو اپنی شناخت بھی نہ کرا سکے گا۔

پھر رمضان کے نصف سے کسی بھی طرح رمضان کی پندرہ تاریخ مراد نہیں لی جاسکتی کیونکہ قمری مہینے کبھی 29 دن کے ہوتے ہیں اور کبھی 30 دن کے۔ اس طرح سورج کے گرہن کی بھی کوئی تاریخ یقینی نہ رہے گی۔

پس کسی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ اعتراض معقولیت کا رنگ نہیں رکھتا اور حقیقت یہی رہتی ہے کہ پہلی رات سے مراد ان تین راتوں میں سے پہلی رات ہے جو چاند گرہن کے لئے مقرر ہیں یعنی تیرھویں رات اور درمیانے دن سے مراد اُن تینوں دنوں میں سے درمیانہ دن جو سورج گرہن کے لئے مقرر ہیں یعنی اٹھائیسواں دن۔

اس ضمن میں یہ عذر بھی پیش کیا گیا ہے کہ ’قمر‘ کا لفظ بعض اوقات چاند کی عمر کا لحاظ کئے بغیر عمومی رنگ میں چاند کے لئے استعمال ہوجاتا ہے۔ لہٰذا حدیث میں ’ہلال‘ کے لئے ’قمر‘ کا لفظ عمومی رنگ میں استعمال ہوا ہے۔

یہ عذر بھی محض فرار کی ایک کوشش ہے۔ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ بعض اوقات ’قمر‘ کا لفظ چاند کی عمر کا لحاظ کئے بغیر ہر عمر کے چاند کے لئے استعمال ہوسکتا ہے تو بھی ایک ایسی حدیث میں جو چاند گرہن کو معیّن الفاظ میں نشان کے طور پر پیش کرے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔

اس حدیث میں ’چاند گرہن‘ کو معیّن الفاظ میں بیان کرکے نشان کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ اس پیشگوئی کا ایک ایک لفظ معیّن طور پر حقیقت حال پر دلالت کرے۔ آخر یہ کیسے مان لیا جائے کہ آنحضرت ﷺ کہنا تو یہ چاہتے تھے کہ ’’ہلال کو گرہن‘‘ لگے گا۔ لیکن اس حیرت انگیز واقعہ کو جو قانون قدرت کے بھی خلاف تھا حضور ﷺ

نے ایک عمومی لفظ 'قمر' استعمال کر کے معمولی اور مبہم بنا دیا۔ پس یہ عذر تو ایسا عقل کے خلاف ہے کہ ''عذرِ گناہ،بدتراز گناہ'' کے مترادف ہے اور ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتا۔

بعض لوگ لاجواب ہو کر یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ گو پہلی رات کے چاند کو گرہن لگنا ایک ناممکن امر ہے اور قانونِ قدرت کے بھی خلاف ہے لیکن یہی بات تو اس کو 'نشان' بناتی ہے جو مہدی کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

لیکن یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ حدیث میں 'گرہن' کا لفظ آیا ہے۔ اور یہ لفظ اُسی چاند اور سورج کے ''گرہن'' پر دلالت کرتا ہے جو عام طور پر قانونِ قدرت کے مطابق لگا کرتا ہے۔ اور جن کے لئے تین تین دن مقرر ہیں۔ اگر ان مقررہ دنوں کے علاوہ کسی اور وقت میں سورج یا چاند کی روشنی میں کسی وجہ سے کوئی فرق پڑتا ہے تو یہ کوئی غیر معمولی واقعہ یا حادثہ تو کہلا سکتا ہے لیکن 'گرہن' نہیں کہلا سکتا۔

اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ گرہن سے مراد عام گرہن نہیں بلکہ اس سے ملتا جلتا کوئی اور غیر معمولی حادثہ ہے جو چاند اور سورج میں رونما ہوگا۔

پس حدیث میں مذکورہ گرہن وہی گرہن ہیں جو عام حالات میں قانونِ قدرت کے مطابق چاند اور سورج کو لگتے ہیں۔ جو بات ان کو نشان بناتی ہے وہ گرہن کی ذات نہیں بلکہ اُن کا ظہور ہے۔ نشان یہ نہیں کہ قانونِ قدرت سے ہٹ کر کوئی غیر معمولی نوعیت کا واقعہ ہوگا جو گرہن کی طرح نظر آئے گا۔ بلکہ نشان یہ ہے کہ وہی واقعہ جو عرف عام میں گرہن کہلاتا ہے ایک صدیوں پرانی پیشگوئی کے مطابق ایک مدعی ماموریت کی تائید میں اُنہی شرائط کے ساتھ ظہور پذیر ہوگا۔ جو پیشگوئی میں مذکور ہیں اور اس کی کوئی نظیر تاریخ عالم میں پیش نہ کی جا سکے گی۔

پس قانون قدرت کے اندر رہتے ہوئے اگر یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان نشان ثابت ہوجائے تو پھر اس کو نشان بنانے کے لئے کسی ایسی توجیح کی کیا ضرورت ہے جس سے سنت اللہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہو۔ پس یہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ مارچ واپریل 1894ء میں پوری ہوچکی ہے اور اس کا پورا ہونا ہستی باری تعالیٰ کا بھی ایک زندہ ثبوت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی صداقت کا ایک درخشندہ نشان ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی سچائی کی ایک محکم دلیل ہے۔ اس دلیل کو حضرت مہدی علیہ السلام اپنے دعویٰ کی صداقت میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اُس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجّال اور کذّاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔ قل عندی شهادة من الله فهل انتم مؤمنون۔ قل عندی شهادة من الله فهل انتم مسلمون۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لئے خداتعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ وہ پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کے لئے ہے۔ یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 143
کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن 2008ء)

زمیں آسماں ہو گئے ہمنوا

اٹھارہ سو چورانوے کی ہے بات
کہ ظاہر ہوئے جس میں دو معجزات

ہوئی جس کو مہدی کی خلعت عطا
نبی نے جسے آپ اپنا کہا

زمیں آسماں ہو گئے ہمنوا
گواہ بن گئے آپ کے برملا

جو دی تھی رسول خدا نے کبھی
خبر وہ بصد شان پوری ہوئی

بتایا تھا مہدی کے ہیں دو نشاں
مقرر ہے جن کے لئے رمضاں

کہا تیرھویں رات ہو گا خسوف
اسی ماہ اٹھائیس کو کسوف

رمضاں تھا ، اور مارچ اکیس تھی
کہ تاریک صورت ہوئی چاند کی

اسی رمضاں میں ، چھ اپریل تھا
باذن اللہ سورج بھی گہنا گیا

غرض یوں محمدؐ کے موعود کے
زمیں چاند سورج گواہ بن گئے

(مکرم عبدالمنان ناہید صاحب مرحوم۔ شاہراہ احمدیت صفحہ 98-97)

زَلْزَلَةُ السَّاعَةِ

(مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

اس وقت دنیا شدید بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے۔ کیا مذہبی اعتبار سے اور کیا سیاسی اعتبار سے اور کیا سائنس اور علوم وفنون کے لحاظ سے۔جس پہلو سے بھی دنیا پر نظر ڈالئے ایک ہیجان، ایک اضطراب، ایک ہلچل سی دکھائی دیتی ہے۔مختلف النوع تغیرات اور حیرت انگیز انقلابات ظہور میں آرہے ہیں۔ بالخصوص آج کے دور میں انسان کے خود اپنے ہاتھوں تیار کردہ ایٹمی جنگی سازوسامان کی ہلاکت آفرینیوں کے تصور سے ہی دنیا کا ہر شخص مضطرب اور بے چین ہے۔ اگر اور جب یہ مہلک ہتھیار استعمال ہوئے اس وقت دنیا کا کیا حال ہوگا؟ کیا اس خوفناک تباہی سے بچنے کی کوئی صورت ممکن بھی ہے یا نہیں؟ یہ سوالات ہیں جو آج کے انسان کے ذہن میں پیدا ہورہے ہیں۔ اس سلسلے میں جب ہم قرآن مجید پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ اس کتاب مبین نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان سوالوں کا جواب دیا ہے اور انسان بے اختیار یہ کہہ اٹھتا ہے۔

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

قرآن مجید نے نہ صرف یہ کہ اس عظیم تباہی کی خبر دی بلکہ اس کے اسباب بھی بیان کئے۔ اور اس سے بچنے کا ذریعہ بھی بتلا دیا۔سورۃ الحج کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَ مَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ ۝ (الحج:3-2)

اے لوگو!تم اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً ’’زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ‘‘ بہت بڑی چیز ہے۔جس دن تم اسے دیکھو گے (اس وقت دنیا کا یہ حال ہوگا کہ) ہر دودھ پلانے والی عورت جس کو دودھ پلا رہی ہوگی اسے بھول جائے گی۔ اور ہر حاملہ عورت اپنے حمل کو گرا دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ بدمستوں کی طرح ہیں۔ حالانکہ وہ بدمست نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

ان آیات میں ’’زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ‘‘ کے الفاظ قابل غور ہیں۔ یہ زلزلہ موعودہ کب ہوگا؟ اس سے متعلق حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ یہ قیامت کے روز ظہور میں آئے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ‘‘ سے مراد خود قیامت کا ظہور ہے۔ لیکن علقمہ اور شعبی کا کہنا ہے کہ اس جگہ جس

زلزلہ کا ذکر ہے وہ قیامت (کبریٰ) کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ اس کا تعلق اِس دنیا سے ہے اور طلوع شمس من المغرب سے پہلے ظہور میں آئے گا۔

قرآن مجید کی متعدد دیگر آیات میں بھی اس ”زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ“ اس عذاب شدید کا اور اس خوفناک دن کی کیفیت کا بیان ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

سورۃ الدخان کی آیات 11 تا 15 میں ہے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝

ترجمہ: ”پس تو اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر ایک کھلا کھلا دھواں ظاہر ہوگا جو سب لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ دردناک عذاب ہوگا۔ (لوگ اسے دیکھ کر کہنے لگیں گے) اے ہمارے رب! ہم سے یہ عذاب ٹلا دے ہم ایمان لے آتے ہیں۔ اس دن ایمان لانے کی توفیق ان کو کہاں سے ملے گی حالانکہ ان کے پاس ایک حقیقت کو کھول کر بیان کرنے والا رسول آچکا ہے (جس کو انہوں نے نہیں مانا) اور اس سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔ اور کہنے لگے یہ کسی کا سکھایا ہوا پاگل ہے“۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا ذکر ہے جن کے پھٹنے پر تمام جوّ میں دھواں پھیل جاتا ہے“۔ (تفسیر صغیر)

اور یہ بھی بیان ہے کہ یہ تباہی ”رسول مبین“ کے انکار اور اس کی تکذیب کا نتیجہ ہوگی۔

سورۃ المعارج آیات 7 تا 19 میں فرمایا:

ترجمہ:۔ ”یہ لوگ اس دن کو بہت دور سمجھتے ہیں مگر ہم اس کو بہت قریب دیکھتے ہیں۔ اس دن (شدت حرارت کی وجہ سے) آسمان پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے اور اس دن کوئی دوست کسی دوست کے متعلق کوئی سوال نہیں کرے گا کیونکہ اس دن ہر شخص کی حالت اس کے دوست کو دکھا دی جائے گی۔ اس دن مجرم خواہش کرے گا کہ کاش وہ آج کے دن اپنے بیٹوں اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنے اس قبیلہ کے ذریعہ سے جو اسے پناہ دیا کرتا تھا اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس کی قربانی سے اپنے آپ کو عذاب سے بچالے۔ سنو! یہ عذاب جس کی خبر دی گئی ہے شعلہ والا عذاب ہے۔ سر تک کے چمڑے کو اکھیڑ دینے والا عذاب ہے۔ جو شخص اس سے بھاگنا چاہے گا اور پیٹھ پھیرے گا اس کو بھی وہ اپنی طرف بلائے گا اور اس کو بھی جو ساری عمر دنیا میں مال جمع کرتا رہا اور ایک بڑی رقم جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا“۔

کیا ان آیات میں ایک ہولناک عالمگیر تباہی کی صدائے بازگشت صاف سنائی نہیں دیتی؟ جب بڑی بڑی پہاڑوں جیسی طاقتیں بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ کوئی فرد کسی دوسرے فرد کے کچھ کام نہ آسکے گا۔ کسی قسم کے تعلقات اس عذاب الٰہی سے بچا نہ سکیں گے۔ نہ کوئی گروپ نہ کوئی جتھہ کچھ فائدہ دے گا۔ تمام سرمایہ دار اور تمام وہ لوگ جن کا مقصود صرف دنیا تھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ کسی کا بچنا مشکل ہوگا۔ جس طرف دیکھو آگ ہی آگ ہوگی۔

سورۃ عبس آیات 33 تا 34 میں فرمایا:

ترجمہ:۔ ”پھر جب کان پھاڑ دینے والی (مصیبت) آئے گی جس دن کہ انسان اپنے بھائی سے (دور) بھاگے گا اور (اسی طرح) اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھی)۔ اس دن ہر ایک آدمی کی حالت ایسی ہو گی کہ وہ اسے اپنی ہی طرف الجھائے رکھے گی۔ کچھ (لوگوں کے) چہرے اس دن روشن ہوں گے، ہنستے ہوئے، خوش بہ خوش اور (کچھ لوگوں کے) چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ یوں معلوم ہوگا کہ ان پر غبار چھائی ہوئی ہے۔ ان کے چہروں پر ایک سیاہی بھی چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی لوگ ہیں جو کافر اور بدکار ہیں“۔

سورۃ المزمل آیات 21-20 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: ”اور تو نعمت والے (مالدار) منکروں کو اور مجھے اکیلا چھوڑ دے اور تو انہیں کچھ ڈھیل دے (اور ان کی جلد تباہی کی دعا نہ کر۔ میں خود ہی ان کو تباہ کر دوں گا) ہمارے پاس قسم قسم کی بیڑیاں اور جہنم ہے۔ اور ایسا کھانا بھی ہے جو گلے میں پھنستا ہے۔ اور دردناک عذاب بھی ہے۔ جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ ایسے ٹیلوں کی طرح ہو جائیں گے جو خود بخود پھسلتے جاتے ہیں۔ اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے۔ اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ پھر فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تھی اور ہم نے اس کو ایک وبال والے عذاب سے پکڑ لیا تھا۔ اور بتاؤ تو اگر تم نے اس دن کا انکار کیا جو جوانوں کو بڈھا بنا دیتا ہے تو تم کس طرح (عذاب سے) محفوظ رہو گے۔ آسمان خود ہی اس عذاب سے پھٹ جانے والا ہے۔ یہ اس (خدا) کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔ یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے“۔

غور فرمایئے کس قدر وضاحت کے ساتھ اس ہولناک تباہی سے متعلق خبر دی گئی ہے اور اس کے اسباب و نتائج کو بیان کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ یہ تباہی انسانی بداعمالیوں اور خدا تعالیٰ کے رسول مبین، مثیل موسیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے انکار اور تکذیب کا نتیجہ ہوگی۔

پھر ان آیات میں بڑی وضاحت کے ساتھ آج کے مہلک ہتھیاروں کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والی ہولناک تباہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ ”اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ“ یہ سب باتیں ایک نصیحت کے طور پر قبل از وقت بیان کر دی گئی ہیں۔ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے) کیونکہ صرف یہی ایک سلامتی کا راستہ ہے۔ وہی امن میں ہوگا جو اپنے پیدا کرنے والے رب کریم کی راہوں کو اختیار کرے گا۔ اسی راہ کی طرف

سورۃ الحج کی ابتدائی آیات میں اس رب العالمین نے دنیا بھر کے انسانوں کو بلایا اور فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ (اے لوگو! تم اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو) اس کی پناہ میں آجاؤ، اس کی طرف جھکو اور اسی کے ہو جاؤ۔ کیونکہ صرف اور صرف اسی کی قربت میں امن اور عافیت اور سکون اور راحت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کس خوبی سے اس مضمون کو اپنے ایک شعر میں سمو دیا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

سورۃ الحج کی مذکورہ بالا آیات کے ضمن میں علقمہؒ اور شعبیؒ کا بیان یعنی یہ کہ ان آیات میں مذکورہ زلزلہ کا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہے اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے اور اس کا وقوع مغرب سے طلوع آفتاب سے قبل ہوگا جہاں بہت معنی خیز ہے وہاں ان آیات کے معانی و مطالب کی بہت حد تک وضاحت مختلف تفاسیر میں بیان ذیل کی روایت سے بھی ہوجاتی ہے۔

بیان ہے کہ یہ آیات غزوہ بنی المصطلق کے سفر میں ایک رات نازل ہوئیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسی وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور انہیں یہ آیات سنائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس ''زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ'' اور اس ہولناک دن اور اس عذاب الٰہی کی ہیبت کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ مارے غم کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور وہ اس دن کے تصور سے ہی بے حد غمگین اور متفکر ہوگئے۔ ان کے آنسو تھمنے میں نہ آتے تھے۔

اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا:

''کیا تمہیں معلوم ہے وہ دن کونسا ہوگا؟''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ وہ وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا اے آدمؑ! تو آدمؑ کہیں گے ''لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ'' میں حاضر ہوں میرے آقا اور میری خوش بختی ہے کہ آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی کہ اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی نسل سے ایک حصہ آگ کی طرف بھیجو۔ اس پر آدمؑ کہیں گے اے میرے رب! وہ آگ کا حصہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''ہزار میں سے نو سو ننانوے (999)''۔

حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ وقت ہوگا جب حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور تُو لوگوں کو بدمست دیکھے گا حالانکہ وہ بدمست نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

جب حضور ﷺ نے یہ بیان فرمایا تو بات لوگوں پر بڑی گراں گزری۔ اس دن کی ہیبت کی وجہ سے غم کے مارے ان کے چہرے متغیر ہوگئے۔ اور انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! وہ ہزار میں سے ایک کون ہوگا جو آگ سے نجات پائے گا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نو سو ننانوے (999) یاجوج ماجوج میں سے ہوں گے اور (وہ) ایک جو جنت میں جانے والا ہے تم میں سے ہوگا''۔

پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تم لوگوں میں ایسے ہو جیسے بیل کے پہلو میں کوئی سفید بال ہو''۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ہی اس خوفناک آگ کے بھڑکانے کا باعث ہوں گے۔ اور یہی آگ میں پڑنے والے ہوں گے۔ اس تباہی سے نجات پانے والے اقلیت میں ہوں گے اور نسبتاً ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔ اور یہ نجات یافتہ وہ ہوں گے جو سورۃ الجمعہ کی آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مصداق اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مثیل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رنگ میں رنگین ہونے کی توفیق بخشے، تقویٰ کی راہوں پر چلائے اور آگ کے عذاب سے بچائے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

آمین یا رب العالمین۔

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قُدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اَے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے، تقویٰ کی رہ گم ہوگئی
اِک مُسلماں بھی مُسلماں صرف کہلانے کو ہے

کافر و دجّال اور فاسق ہمیں سب کہتے ہیں
کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے

ہاتھ سے جاتا ہے دل دِیں کی مصیبت دیکھ کر
پر خدا کا ہاتھ اب اِس دِل کو ٹھہرانے کو ہے

اس لیے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائے گی
ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانے کو

موت کی رہ سے ملے گی اب تو دیں کو کچھ مدد
ورنہ دیں اَے دوستو! اِک روز مرجانے کو ہے

یا تو اِک عالم تھا قُرباں اُس پہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بھی اس دیں کے جھٹلانے کو ہے

(درثمین۔ انذار صفحہ 63-62)

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو

جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم

یوں تو جماعت احمدیہ پر ہر الٰہی جماعت کی طرح ابتداء سے ہی مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔سب سے اوّل تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو طرح طرح کی ایذاء رسانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی گئی۔کفر کے فتووں سے شروع ہونے والی آپؑ کی مخالفت قتل کی کوششوں تک جا پہنچی۔شہادتوں کا سلسلہ آپؑ کے حین حیات شروع ہو گیا تھا جب وفا کا عہد باندھنے والے آپؑ کے دو مریدان باصفا کو کابل میں شہید کر دیا گیا تھا۔ پھر مخالفت کے لئے باقاعدہ تنظیمیں بنیں جنہوں نے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے دعوے کئے۔ تاہم قیامِ پاکستان کے بعد یہ مظالم حکومتی سرپرستی میں ہونے لگے۔ چنانچہ 1953ء پھر 1974ء میں کھلے عام سرکاری نگرانی میں لوٹ مار اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا گیا اور باقاعدہ آئینی ترمیم کے ذریعہ احمدیوں سے بنیادی اور انسانی حقوق چھین لئے گئے۔ اسی آئینی ترمیم کی بناء پر 1984ء میں نہایت بہیمانہ نوعیت کی قانون سازی کر کے احمدیوں کے سروں پر قانون کی تلوار لٹکا دی گئی۔جس کے نتیجہ میں اس سے قبل ہونے والے اِکا دُکا شہادتوں کے واقعات میں غیر معمولی شدت آ گئی اور اب تک سینکڑوں معصوم احباب جماعت جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں جن میں قریباً ایک سو احمدی تو ایک ہی روز 28/مئی 2010ء کو لاہور کی دو احمدیہ مساجد پر حملوں کے دوران شہید ہو گئے تھے۔ یہ سب شہداء اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معاشرہ کے لئے نہایت مفید وجود اور ہیرے تھے۔ ان میں نہایت قابل ڈاکٹرز بھی تھے، استاد و پروفیسرز، انجینئرز اور قانون دان بھی تھے۔ کاروباری شخصیات اور زمیندار طبقہ سے تعلق رکھنے والے بھی تھے۔ظلم وستم کی دیگر کارروائیاں ان شہادتوں سے الگ ہیں اور صرف 2020ء کے دوران جماعت احمدیہ پر ڈھائے جانے والے مظالم میں روزنامہ الفضل آن لائن پر پابندی، احمدیوں سے ان کی مساجد چھین لینا، احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی، احمدی احباب حتیٰ کہ خواتین پر جھوٹے مقدمے، ایم-ٹی-اے کی کیبل نشریات پر پابندی، عوامی اسمبلیوں میں جماعت مخالف نفرت انگیز قرار دادیں، احمدیہ اسکول کو بند کر دیا جانا، احمدیوں پر قاتلانہ حملے، عید پر قربانی کی وجہ سے احباب جماعت کی گرفتاریاں، شعارِ اسلامی استعمال کرنے اور اپنے مکان کو بطور مسجد استعمال کرنے کے الزام میں مقدمات شامل ہیں۔

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر الٰہی جماعت کی طرح ہر قسم کے مظالم کو بے حد صبر اور حوصلہ سے برداشت کر رہی ہے اور ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کی توفیق پانے کی صورت میں خدا تعالیٰ سے اس صبر کا اجر بھی پا رہی ہے، الحمدللہ۔ جہاں تک ہمارا بس چلے گا، ان مظالم کے سامنے سینہ سپر رہیں گے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ ؏ یہ درد رہے گا بن کے دوا، تم صبر کرو وقت آنے دو

جماعت احمدیہ جرمنی کی پریس ریلیز

پاکستان میں ایک اَور معصوم احمدی
مکرم عبد القادر صاحب کی شہادت

انا للہ وانا الیہ راجعون

11/فروری 2021ء کو پشاور کے علاقے بازید خیل میں میڈیکل سینٹر پر حملہ کر کے ایک احمدی ہومیو پیتھک ڈاکٹر مکرم عبد القادر صاحب کو شہید کر دیا گیا۔مذکورہ میڈیکل سینٹر ایک احمدی دوست مکرم بنیامین احمد صاحب چلا رہے ہیں۔ یہ میڈیکل سینٹر کئی دہائیوں سے علاقہ کے عوام کو طبی خدمات فراہم کر رہا ہے اور علاقے میں نیک نامی کا حامل ہے۔ اطلاعات کے مطابق تقریباً 2/بجے دوپہر میڈیکل سینٹر کی گھنٹی بجنے پر مکرم عبد القادر صاحب نے جیسے ہی دروازہ کھولا، حملہ آور نے ان پر فائرنگ کر دی۔ موصوف کو فوری طور پر قریبی ہسپتال منتقل کیا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔ مرحوم ایک نافع الناس وجود تھے اور ان کی کسی سے ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ احمدی ہونے کی بنا پر انہیں خطرات لاحق تھے جس کی بنا پر چند ماہ قبل انہوں نے اپنے اہل خانہ کو پشاور سے دور ایک محفوظ مقام پر منتقل کر دیا تھا۔شہید مرحوم کی عمر 65 سال تھی۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ، 4 بیٹے اور 5 بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کے ترجمان نے عبد القادر صاحب کے قتل پر شدید رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں عمومی اور پشاور میں خاص طور پر احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز مہم میں شدت آ گئی ہے۔گذشتہ چند ماہ سے احمدیوں کو مسلسل قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ گذشتہ کچھ عرصہ میں یہ آٹھواں واقعہ ہے جس میں احمدیوں کو ہدف بنا کر حملہ کیا گیا۔ضلع ننکانہ میں 20/نومبر 2020ء کو ایک نوجوان احمدی ڈاکٹر طاہر احمد صاحب کو عقیدے کے اختلاف کی بنا پر قتل کیا گیا جبکہ چند دن قبل 2/فروری 2021ء کو لیہ میں ایک احمدی ہیڈ ماسٹر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جس میں خوش قسمتی سے وہ محفوظ رہے۔

ترجمان نے مزید کہا کہ مسلسل قاتلانہ حملوں سے وطن عزیز کے احمدیوں میں عدم تحفظ کا احساس شدید ہوا ہے۔جبکہ پشاور کے احمدی خوف کی فضا میں ہیں۔ ترجمان نے مطالبہ کیا ہے کہ ریاست احمدیوں کو تحفظ دینے کے لئے نفرت انگیز مہم روکے۔ (شعبہ امور خارجیہ جرمنی)

پاکستان اور الجزائر میں احباب جماعت کے لئے دعاؤں کی تحریک

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ عرصہ سے مسلسل ہر جمعہ پاکستان اور الجزائر میں احباب جماعت پر ہونے والے مظالم سے نجات کے لئے دعاؤں کی تحریک فرما رہے ہیں، آپ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25دسمبر 2020ء کے آخر پر مندرجہ ذیل دعاؤں کا کثرت کے ساتھ ورد کرنے کا ارشاد فرمایا:

رَبِّ كُلُّ شَيۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِيۡ وَانۡصُرۡنِيۡ وَارۡحَمۡنِيۡ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِيۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ

پاکستان میں رہنے والے احمدی خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں۔ اِستغفار کی طرف بھی توجہ دیں۔ درود کی طرف بھی توجہ دیں، آج کل اس کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے اور جلد وہاں کے حالات بھی درست فرمائے، آمین۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 15/جنوری 2021ء میں فرمایا:

دوسری بات جیسا کہ میں آج کل توجہ دلا رہا ہوں۔ پاکستان اور الجزائر کے اسیران کے لیے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستان کے عمومی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو وہاں سکون کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مخالفین احمدیت کو عقل اور سمجھ دے۔ اگر نہیں ہے تو پھر جو بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے سلوک کرنا ہے وہ کرے اور جلد ہم ان سے نجات پانے والے بنیں۔ اور ہم کو، خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو خود بھی آج کل نوافل اور دعاؤں اور صدقات پر زور دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ (الفضل انٹرنیشنل 05/فروری 2021ء صفحہ 5 تا 10)

خطبہ جمعہ فرمودہ 22 جنوری 2021ء میں فرمایا:

جیسا کہ میں ہر جمعہ میں تحریک کر رہا ہوں۔ دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ پاکستان کے لوگوں کے لیے، احمدیوں کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔ مخالفین تو اپنی طرف سے اپنے زعم میں دائرہ تنگ کر رہے ہیں لیکن ان کو نہیں پتہ کہ ایک بالا ہستی بھی ہے، خدا تعالیٰ بھی ہے جس کی تقدیر بھی چل رہی ہے اور اس کا دائرہ بھی ان کے اوپر تنگ ہو رہا ہے اور وہ دائرہ جب تنگ ہوتا ہے تو پھر اس سے کوئی فرار نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور یہ لوگ ابھی بھی عقل سے کام لیں، انصاف سے کام لیں اور بلاوجہ کی ظلم اور تعدّی سے باز آئیں۔ اسی طرح الجزائر کے لوگوں کے لیے بھی دعا کریں۔ ان کا ایمان سلامت رہے۔ اسی طرح بعض اور جگہوں پر بھی احمدیوں کی کافی زیادہ مخالفت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ (الفضل انٹرنیشنل 12/فروری 2021ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 29/جنوری 2021ء میں فرمایا:

دعاؤں کی طرف اب بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے حالات کے لیے خاص طور پر دعا کریں۔ گھروں کی چار دیواری میں بھی اب تو محفوظ نہیں ہیں۔ اپنی جگہوں پہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ہر جگہ جہاں مولوی کہتا ہے پولیس والے پہنچ جاتے ہیں۔ بعض شریف پولیس والے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کیا کریں کہ ہمیں پریشر اتنا پڑتا ہے کہ ہمارے افسران جو کہتے ہیں پھر ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے بدفطرت افسران سے بھی ہماری جان چھڑائے، ملک کی جان چھڑائے اور ہر احمدی کو آزادی سے اور محفوظ طریقے پر اپنے وطن میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دعائیں اگر جاری رہیں تو جلد ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کا انجام نہایت عبرتناک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی بھی توفیق دے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل 19/فروری 2021ء صفحہ 5 تا 10)

خطبہ جمعہ فرمودہ 5 فروری 2021ء میں فرمایا:

پاکستانی احمدیوں کے لیے دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے۔ پاکستان کے احمدیوں کو اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے، اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن روشنیوں میں بدل دے اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 9/فروری 2021ء)

سچ کہو تم کو کبھی جرأتِ اظہار ہوئی

1990ء کی دہائی میں روزنامہ جنگ کے مستقل شاعر جناب رئیس امروہوی صاحب کے چند اشعار پر مشتمل مندرجہ ذیل نظم شائع ہوئی۔

حق کا اظہار ہے ہر شاعر خود دار کا فرض
سچ کہو جرات اظہار تمہیں ہے کہ ہمیں

لہجہ صدق سے رعنائی گفتار کا حسن
پاس رعنائی گفتار تمہیں ہے کہ ہمیں

سامراجی روش فکر کے پیغام برو
ہوسِ فتنہ و پیکار تمہیں ہے کہ ہمیں

فن کہ فرہنگِ صداقت ہے تمہیں کیا معلوم
اور کیا چیز ہے فنکار تمہیں کیا معلوم

تم کو جمہوریت و عدل کے دعوے ہیں بہت
کیا ہیں جمہور کی اقدار تمہیں کیا معلوم

نعرہ فتح تہہ تیغ کا مفہوم ہے کیا
رقصِ مستانہ سرِ دار تمہیں کیا معلوم

(رئیس امروہوی)

امروہوی صاحب کی یہ نظم پڑھ کر خاکسار کے جذبات ایک جوابی نظم کی صورت میں ڈھل گئے جو دراصل ایسا سوال تھا جس کا جواب دینا موصوف سے ممکن نہ ہوسکا۔ خاکسار کے وہ اشعار قارئین اخبار احمدیہ جرمنی کی نذر ہیں۔

(ق۔س۔ا)

مصلحت چھوڑ کے سچائی کا اظہار کرے
کاش تم میں بھی کوئی شاعر خوددار ملے

تم کہ آگاہ ہو الفاظ کے پیچ وخم سے
تم سمجھتے ہو کہ واقف ہو جہاں کے غم سے

جب بھی دنیا کے کسی کونے میں آفت آئی
کسی مزدور یا بے بس پہ مصیبت آئی

کسی کیفے میں گئے چائے کی اک پیالی پر
نظم اک اچھی سی انسان کے دکھ پر لکھ دی

اپنی ہمدردی انسان پہ فخر کرنے لگے
جنت الحمق میں دن رات بسر کرنے لگے

اپنی دھرتی پہ مگر جب بھی مصیبت آئی
کسی مظلوم پہ کمزور پہ آفت آئی

حکمرانوں نے تکبر میں کیا جب بھی ظلم
کسی مجبور پہ۔لاچار پہ کی مشق ستم

سچ کہو تم کو کبھی جرأت اظہار ہوئی
لہجہ صدق سے رعنا تیری گفتار ہوئی

اپنی دھرتی کے مسائل سے چرالیں آنکھیں
روس وامریکہ کے جھگڑے پہ جمالیں آنکھیں

اپنی دھرتی کے اندھیروں میں کبھی جھانکا ہے؟
کسی بے بس کو مصیبت میں کبھی دیکھا ہے؟

کتنے مظلوموں کو سکھر میں تہہ تیغ کیا
کتنے معصوموں کے سر باپ کا سایہ نہ رہا

کتنے گھر لوٹے گئے۔۔ کتنے مٹائے کلمے
کتنے زنداں میں گئے دل پہ سجائے کلمے

اور تم بیٹھ کے آرام سے روشن گھر میں
شب کے تاریک اندھیروں کا بیاں کرتے رہے

فن جو فرہنگ صداقت تھا، صداقت نہ رہا
اور فنکار یہاں حامل غیرت نہ رہا

جاؤ پوچھو تو کبھی ناصر و الیاس[1] سے تم
رقص مستانہ سرِ دار تمہیں کیا معلوم

---

1 1۔مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب مرحوم جنہیں سکھر بم کیس میں اور 2۔مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جنہیں مسجد احمدیہ ساہیوال کیس میں جنرل ضیاء الحق نے بہیمانہ طور پر 1986ء میں سزائے موت دینے کا حکم جاری کیا تھا۔

(ق۔س۔ا)

(مکرم محمد فاتح ناصر صاحب، مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار ونزار

یَعۡصِمُکَ اللّٰہُ مِنۡ عِنۡدِہٖ کے ایمان افروز نظارے

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

حضرت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط (المائدہ:68)۔یعنی اللہ تعالیٰ نہ صرف حضرت رسول اکرم ﷺ کی جان بلکہ عزت وعصمت کی حفاظت کو بھی اپنے ذمہ لینے کا وعدہ فرماتا ہے۔ اور ایسے دلائل وبراہین کے عطا فرمائے جانے کا بھی وعدہ فرماتا ہے جو دشمنان دین کو مسکت کریں گے۔مومنین کے ازدیاد ایمان کا بھی ذریعہ ہوں گے نیز پیدائش نبوی ﷺ سے قیامت تک ایسے سلطانِ نصیر عطا فرماتا رہے گا جو آپ کی ذات بابرکات پر اُٹھنے والے ہر قسم کے اعتراض کا دندان شکن جواب دینے کے ساتھ ساتھ آپ کی بلند ترین شانِ مصطفویؐ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے اور اپنے عملی نمونوں سے اصلاح کا کام کرتے رہیں گے۔

اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ حضرت محمد ﷺ صفاتِ الٰہیہ کے مظہرِ اتم اور انسان کامل اور تمام اوّلین وآخرین کے سردار ہیں۔ دنیا کی ابتدا سے لے کر اس کے اخیر تک حضرت محمد مصطفی ﷺ جیسا کوئی وجود نہ پیدا ہوا، اور نہ ہوگا۔صحف سابقہ میں بھی آپ کی عظمت اور خوبیوں کا ذکر ملتا ہے۔ تمام پاکباز اور فرشتے حضور ﷺ کی حمد کے گیت گاتے ہیں بلکہ خود خداوند کریم نے آپ کے ذکر کو بلند کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ (الانشراح:5) یعنی ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت وسربلندی سے ہمکنار کر دیا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کی بعثت فی الآخرین

ہم جانتے ہیں کہ حق وکفر کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ سے ہی دشمن آپ کو ناکام کرنے کا کوئی حربہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور نہ ہی اب کوئی کمی چھوڑتے ہیں۔سورۃ جمعہ کے مضامین کے موافق جب اللہ تعالیٰ نے آخرین میں سے آپ ﷺ کے غلام صادق کو منصب مسیحیت ومہدویت سے سرفراز فرماتے ہوئے آپ کو نیابت رسول ﷺ کا لبادہ پہنایا تو اس سے قبل ہی بزرگانِ دین، مسیح محمدی کو رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز قرار دے چکے تھے۔مثلاً اردو کے مشہور شاعر جناب امام بخش ناسخ تحریر کرتے ہیں۔

اوّل و آخر کی نسبت ہوگئی صادق یہاں
صورت معنی شبیہ مصطفی پیدا ہوا
دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں
یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیؐ پیدا ہوا

(دیوان ناسخ جلد دوم ص54۔مطبع منشی نول کشور لکھنؤ1923ء)

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تحریر فرمایا تھا:”امت محمدیہ میں آنے والے مسیح موعودؑ کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو۔ عامۃ الناس گمان کرتے ہیں کہ جب وہ موعود دنیا میں آئے گا تو اس کی حیثیت محض ایک اُمتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اس جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ (True Copy) ہوگا۔ پس اس کے اور ایک عام اُمتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے“۔

(الخیر الکثیر از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ72۔مدینہ پریس بجنور)

حفاظت وعصمت کا خدائی وعدہ

آنحضور ﷺ کی اس بعثت ثانی کے وقت طاغوتی طاقتیں ایک مرتبہ پھر آپ کے خلاف برسرِ پیکار ہوئیں۔ اس خدائی شمع کو بجھانے کے لیے اپنے تمام ہتھیاروں، کیل کانٹوں سے مسلح ہو کر شیطان نے ایک مرتبہ پھر بساط بچھائی، اپنے تمام مہروں کو سامنے لا کر عظیم ترین قوت کا مظاہرہ کیا۔ چشم فلک نے ایک مرتبہ پھر دورِ نبوی ﷺ جیسی ہی مشکلات و مصائب کا نمونہ دنیا میں دیکھا۔ مگر دورِ اوّلین میں عطا فرمودہ خدائی وعدہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ایک مرتبہ پھر پوری شان سے جلوہ گر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امام الزمان، حضرت محمد ﷺ کے غلام صادق کو بھی اپنے فضل سے نہ صرف تمام تر شیطانی قوتوں کی شکست بلکہ ہر میدان میں ترقیات کی بشارت دیتے ہوئے انہی الفاظ میں حفاظت و ترقیات کی عظیم الشان خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اِنۡ لَمۡ یَعۡصِمۡکَ النَّاسُ فَیَعۡصِمُکَ اللّٰہُ مِنۡ عِنۡدِہٖ۔ یَعۡصِمُکَ اللّٰہُ مِنۡ عِنۡدِہٖ وَ اِنۡ لَمۡ یَعۡصِمۡکَ النَّاسُ۔ (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 510)

ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں یعنی تباہ کرنے کی کوشش کریں مگر خدا اپنے پاس سے اسباب پیدا کر کے تجھے بچائے گا۔ خدا تجھے ضرور بچالے گا اگرچہ لوگ بچانا نہ چاہیں۔ اب دیکھو کہ یہ کس قوت اور شان کی پیشگوئی ہے اور بچانے کے لیے مکرر وعدہ کیا گیا ہے۔ اور اس میں صاف وعدہ کیا گیا ہے کہ لوگ تیرے تباہ اور ہلاک کرنے کے لیے کوشش کریں گے اور طرح طرح کے منصوبے تراشیں گے مگر خدا تیرے ساتھ ہوگا اور وہ ان منصوبوں کو توڑ دے گا اور تجھے بچائے گا۔ اب سوچو کہ کون سا منصوبہ ہے جو نہیں کیا گیا۔ بلکہ میرے تباہ کرنے اور ہلاک کرنے کے لیے طرح طرح کے مکر کیے گئے۔ چنانچہ خون کے مقدمے بنائے گئے، بے آبرو کرنے کے لیے بہت جوڑ توڑ عمل میں لائے گئے اور ٹیکس لگانے کے لیے منصوبے کیے گئے۔ کفر کے فتوے لکھے گئے، قتل کے فتوے لکھے گئے لیکن خدا نے سب کو نامراد رکھا۔ وہ اپنے کسی فریب میں کامیاب نہ ہوئے۔ پس اس قدر زور کا طوفان جو بعد میں آیا، مدت دراز پہلے خدا نے ان کی خبر دے دی تھی۔ خدا سے ڈرو اور سچ بولو کہ علم غیب اور تائید الٰہی ہے یا نہیں؟''

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 529-528)

پھر فرمایا: ''براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشگوئی ہے یَعۡصِمُکَ اللّٰہُ مِنۡ عِنۡدِہٖ وَ لَوۡ لَمۡ یَعۡصِمۡکَ النَّاسُ یعنی خدا تجھے تمام آفات سے بچائے گا اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے۔ یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جب کہ میں ایک زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا نہ عداوت۔ بعد اس کے جب مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ میں نے کیا تو سب مولوی اور ان کے ہم جنس آگ کی طرح ہو گئے...... مگر خدائے علیم نے ان کی ایک نہ سنی...... ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کے لیے اپنے تمام تر منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمن خدا اور رسول کی مدد کی...... (مگر) اسی نے بچایا جس نے پچیس برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تو ہلاک ہو جائے مگر میں تجھے بچاؤں گا۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 243-242)

اسی خدائی وعدہ کے موافق ہم آپ کی تمام تر زندگی کو عصمت الٰہی کے گھنے سائبان تلے دیکھتے ہیں۔ آپ کی جان لینے کے بے شمار منصوبے کیے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب کی خاک اڑا دی۔ پھر انسانی عدالتوں میں آپ کی جان مال اور عزت و آبرو پر حملوں کی خاطر مقدمات کیے گئے مگر آپ کی ہر میدان میں فتح ہوئی، دلائل کے میدان میں آپ پر تابڑ توڑ حملے کئے جاتے رہے مگر آپ بڑی تحدّی سے فرماتے رہے ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

اور جب ایک مرتبہ ایک سخت مقدمہ میں دشمن کی تباہ کن چال سے سخت پریشانی کا اظہار کیا گیا کہ دشمن کہتا ہے کہ اب آپ دام میں پھنس چکے ہیں اور میں آپ کا شکار کروں گا۔ تو آپ لیٹے ہوئے تھے مگر جوش کے عالم میں اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بہت جوش سے فرمایا کہ ''میں اس کا شکار ہوں؟ میں شکار نہیں ہوں۔ میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ ایسا کر کے تو دیکھے''۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ فرماتے تھے کہ حضورؑ نے کئی دفعہ خدا کے شیر کے الفاظ دُہرائے اور اس وقت آپ کی آنکھیں جو ہمیشہ جھکی اور نیم بند رہتی تھیں، واقعی شیر کی آنکھوں کی طرح کھل کر شعلہ کی طرح چمکنے لگی تھیں اور چہرہ اتنا سرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا''۔ (سیرت المہدی جلد اوّل) اور پھر چشم فلک نے وہ نظارے دیکھ کر انگلیاں دانتوں میں دبا لیں جہاں تمام شیطانی و مذہبی و دنیاوی قوتیں اور طاقتوں کی مخالفتوں کے باوجود خائب و خاسر رہیں۔ اور آپ محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح دین و دنیا کی تمام تر ترقیات میں اپنا قدم آگے سے آگے بڑھاتے رہے۔ آپؑ نے اپنے شعری کلام میں کیا خوب فرمایا ہے:

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیر غار

اسی الٰہی تائید و نصرت کے بے شمار واقعات میں سے ایک بہت ہی نادر واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ یوں بیان فرماتے ہیں:

''قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب سے میں نے سنا ہے کہ مولوی کرم الدین بھیں والے کے مقدمہ کے دوران ایک دفعہ حضرت صاحب بٹالہ کے راستہ گورداسپور کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ رَتھ میں خود خواجہ صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب مرحوم تھے اور باقی لوگ یکّوں میں پیچھے آرہے تھے۔ اتفاقاً یکّے کچھ زیادہ پیچھے رہ گئے اور رَتھ اکیلی رہ گئی۔ رات کا وقت تھا آسمان اَبر آلود تھا اور چاروں طرف سخت اندھیرا تھا۔ جب رَتھ وڈالہ سے بطرف بٹالہ آگے بڑھا تو چند ڈاکو گنڈاسوں اور چھریوں سے مسلح ہو کر راستہ میں آگئے اور حضرت صاحب کی رَتھ کو گھیر لیا اور پھر وہ آپس میں یہ تکرار کرنے لگ گئے کہ ہر شخص دوسرے سے کہتا کہ تو آگے ہو کر حملہ کر مگر کوئی آگے نہ آتا اور اسی تکرار میں وقت گزر گیا اور اتنے میں پچھلے یکے آن ملے اور ڈاکو بھاگ گئے۔ قاضی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ اس وقت یعنی جس وقت ڈاکو حملہ کرنے

آئے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؑ کی پیشانی سے ایک خاص قسم کی شعاع نکلتی تھی جس سے آپ کا چہرہ مبارک چمک اٹھتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قادیان اور بٹالہ کی درمیانی سڑک پر اکثر چوری اور ڈاکہ کی وارداتیں ہو جاتی ہیں مگر اس وقت خدا کا خاص تصرف تھا کہ ڈاکو خود مرعوب ہو گئے اور کسی کو آگے آنے کی جرأت نہیں ہوئی''۔ (سیرت المہدی حصہ دوم روایت نمبر 454)

اعلائے کلمہ توحید کے لیے نیک اور پاک گروہ کا پیدا کرنا نبی کا مقصدِ عظیم ہوا کرتا ہے اور اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے بھی دشمن نے ناخنوں تک زور لگایا کہ آپ کو بے یار و مددگار کر کے اکیلا چھوڑ دیا جائے اور یوں آپ کا سلسلہ ختم ہو جائے مگر آپؑ کے ساتھ تو الٰہی تائید تھی چنانچہ آپؑ نے بڑے جلال سے فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا چاہا ہے۔...وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے کہ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 198۔ اشتہار 4 مارچ 1889ء)

نہ صرف آپ کی مبارک زندگی میں بلکہ اس کے بعد بھی خواہ 1934ء کی ہندوستان گیر مخالفت کی تحریک ہو جہاں یہ بلند و بانگ دعوے کیے گئے کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے، منارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہا دیں گے، تمام دنیا سے احمدیوں کو ختم کر کے صرف ایک احمدی کو زندہ رکھیں گے اور اسے میوزم میں رکھیں گے تا کہ آئندہ اپنے بچوں کو بتا سکیں کہ احمدی اس طرح کے ہوا کرتے تھے۔ چاہے 1953ء کی ملک گیر تحریک مخالفت ہو یا 1974ء اور 1984ء میں اٹھایا گیا طوفان ہو۔ خواہ دنیا کے بہت سے مسلمان ممالک میں سینکڑوں کلمہ گو احمدیوں کی جانوں مالوں اور عزتوں کی پائمالی کی ناپاک کوششیں ہوں۔ مگر ان تمام تر مخالفوں کی کوششوں کے باوجود آج قیام احمدیت کو 132 سال بعد بھی ناکامی وخسرانی انہی دشمنانِ احمدیت کے ہی حصہ میں آئی۔ اس کے برعکس تمام دنیا میں 20 کروڑ سے زائد احمدی مسلمان جو اپنی جان، مال، عزت، وقت ہر قربانی پیش کر کے، ہمہ وقت اعلائے کلمہ توحید و اسلام کی کوشش میں مصروف کار ہیں، اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی حفاظت وعصمت فرمائی اور آپ کو ہی کامیاب و کامران فرمایا۔ آپ نے اپنے کلام میں کیا ہی خوب فرمایا:

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

برصغیر کے ایک ممتاز عالم دین مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر صدق جدید (لکھنؤ) نے قادیان سے شائع ہونے والے رسالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے 1957 میں لکھا تھا:

''احمدیہ جماعت قادیان اپنے رنگ میں جو خدمت تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کر رہی ہے یہ رسالہ اس کا پورا مرقع ہے۔ جماعت کے مشن یورپ، امریکہ، مغربی افریقہ، مشرقی افریقہ، ماریشس، انڈونیشیا، نائیجیریا اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے مختلف مقامات پر قائم ہیں۔ ان سب کی فہرست اور ان کی کارگزاریاں، ان سے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت انگریزی، فرنچ، جرمن، ڈچ، اسپینی، فارسی، برمی، ملایا، تامل، ملیالم، مرہٹی، گجراتی، ہندی اور اردو زبان میں ان کی مسجدوں اور ان کے اخبارات و رسائل کی فہرست اور اسی قسم کی دوسری سرگرمیوں کا ذکر ان صفحات میں نظر آ جائے گا۔ اور ہم لوگوں کے لیے جو اپنی کثرت تعداد پر نازاں ہیں ایک تازیانہ عبرت کا کام دے گا۔ کاش! ان لوگوں کے عقائد ہمارے جیسے ہوتے اور ہم لوگوں کی سرگرمی عمل ان کی جیسی''۔ (صدق جدید 7 جون 1957)

یہ تقریباً 65 سال پہلے کی تحریر ہے جب کہ آج جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے محدود وسائل کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس وقت کی نسبت سینکڑوں گنا بڑھ کر خدمت اسلام میں کوشاں ہے، الحمدللہ۔

اس معرکہ حق و باطل میں دشمن نے ایک کوشش یہ بھی کی کہ دلائل کے میدان میں شکست دے کر دنیا کی نظروں میں آپؑ کو گرایا جا سکے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض اپنے فضل سے وہ علم کلام عطا فرمایا جس نے نہ صرف آپؑ کی تمام دنیا میں علم وفضل اور زبان و بیان کے لحاظ سے پہچان کروائی بلکہ اپنے اندر لاانتہا علم وعرفان کے موتی سمیٹے ہونے کے باعث کروڑوں عاشقان توحید کی تسلی وتشفی اور معرفت خداوندی کا باعث بنا اور بن رہا ہے۔ آپؑ کی عظیم الشان خوبیوں کے متعلق ہندوستان کے ایک بڑے ادیب مولانا ابوالکلام آزاد نے آپؑ کی وفات پر تحریر کیا۔

''وہ شخص بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلابات کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔...ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم تاریخ میں منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔...... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا''۔ (اخبار ''ملّت'' لاہور 7/ جنوری 1911ء بحوالہ بدر 18 جون 1908ء صفحہ 2،3)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح پیغام کو سمجھنے اور اپنی زندگیاں اس کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ہجری شمسی کیلنڈر کا مہینہ

اَمان

مکرم مولانا محمد رئیس طاہر صاحب۔ مربی سلسلہ

10ھ کے اواخر تک تقریباً جزیرہ نمائے عرب میں اسلام دور دور تک پھیل چکا تھا۔ کہیں کہیں یہودیوں، عیسائیوں اور زرتشتیوں کی چھوٹی بڑی آبادیاں اپنے اپنے مذہب پر قائم تھیں لیکن وہ اسلامی مملکت کی بالادستی تسلیم کرتے تھے جو رواداری اور ان کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر گامزن تھی۔

رسول اللہ ﷺ 25 ذوالقعدہ 10ھ کو اس حج پر روانہ ہوئے جو آپ کی زندگی کا پہلا اور آخری حج تھا۔ آپ کے ہمراہ ایک لاکھ 24 ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے۔ ذوالحجہ کی 4 تاریخ کو صبح کے وقت مکہ مکرمہ آپ کے قدم مبارک سے مشرف ہوا اور 9 ذوالحجہ مطابق 6/مارچ 632ء کو جمعہ کے روز عرفات کا میدان اسلام کی شان وعظمت کا بہترین نمونہ بن گیا۔

اس مقام پر آپ نے دوپہر کے وقت وہ تاریخی خطبہ دیا۔ جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے۔ اس خطبہ میں آپ نے لوگوں کو جامع طور پر دینی اور دنیوی امور کے متعلق شرعی احکام سنائے۔ یہی وہ خطبہ ہے جس میں آپ نے بطور خاص عورتوں سے حسنِ سلوک کی نصیحت فرمائی اور لوگوں کو ان پر ظلم کرنے سے منع فرمایا آپ نے فرمایا کہ جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی ان پر کچھ حقوق ہیں۔ اس حج کے موقع پر ہی رسول اکرم ﷺ پر وہ مشہور آیت نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ۔

یعنی ”میں نے آج تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کاملہ کا اتمام کر دیا اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو پسند کر لیا“۔ (المائدہ:4)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے 10ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے لوگو! یہ کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کیا یہ عرفہ کا قابل احترام دن ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مکہ کا قابل احترام شہر ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ ذی الحجہ کا قابل احترام مہینہ ہے۔ اس سوال و جواب کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا۔ سنو! تمہارے اموال اور تمہارے خون اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قابل احترام اور مستحق حفاظت ہیں اور ان کی ہتک تمہارے لئے حرام ہے، جس طرح یہ دن یہ شہر اور یہ مہینہ تمہارے لئے قابل احترام اور لائق ادب ہے اور جس کی ہتک تم پر حرام ہے۔ حضورؐ نے اس بات کو کئی بار دُہرایا... آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو اور خونریزی کا ارتکاب کرنے لگو۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فریضہ تبلیغ بڑے عمدہ رنگ میں ادا کر دیا اور لوگوں کو ان کا اصل فرض اچھی طرح سمجھا دیا کہ انسان کے بنیادی حقوق کا ہمیشہ خیال رکھنا ان کے اموال، ان کی جانوں اور ان کی آبروؤں کے لئے کبھی خطرہ نہ بننا۔ (مسند احمد جلد اوّل صفحہ 230)

حضرت زید بن خطابؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں اسی میں سے کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو اور اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے جس پر تم ان کو معاف نہ کرنا چاہو تو اے اللہ کے بندو! انہیں بیچ دیا کرو اور انہیں سزا نہ دیا کرو۔ (الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ 288 بحوالہ خطبہ جمعہ 7دسمبر 2018ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 13مارچ 2009ء میں فرمایا:

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو آخری نصیحت فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا کہ تمہارے لئے اپنے خونوں اور اپنے اموال کی حفاظت کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح تم اس دن اور اس مہینے کی حرمت کرتے ہو۔ ایک دوسرے پر خون کی اور مالوں کی حفاظت کی ذمہ داری ڈالی تھی۔ (روزنامہ الفضل 28/اپریل 2009ء)

اس خطبہ میں تمام لوگوں کو امان دی گئی۔ پرانے خون معاف کر دیئے گئے۔ آئندہ کے لئے لوگوں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کے اصول و قواعد اور ضوابط مقرر کر دیئے گئے۔ امن وامان قائم کرنے کے بین الاقوامی اصول بتا دیئے گئے۔ ایک امان جو مذہب اسلام نے اپنے ماننے والے کو دی ہے۔ وہ شیطان سے امان ہے یعنی ہر مسلمان نیکیوں پر عمل کر کے شیطان سے امن میں آجاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری زمانے کی ضروریات تعلیمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اب اس زمانہ میں جس میں ہم ہیں ظاہری جنگ کی مطلق ضرورت اور حاجت نہیں۔ بلکہ آخری دنوں میں جنگ باطنی کے نمونے دکھانے مطلوب تھے اور روحانی مقابلہ زیرِنظر تھا۔ کیونکہ اِس وقت باطنی ارتداد اور الحاد کی اشاعت کے لئے بڑے بڑے سامان اور اسلحہ بنائے گئے، اس لئے ان کا مقابلہ بھی اسی قسم کے اسلحہ سے ضروری ہے۔ کیونکہ آجکل امن وامان کا زمانہ ہے اور ہم کو ہر طرح کی آسائش اور امن حاصل ہے۔ آزادی سے ہر آدمی اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ اور احکام کی بجا آوری کرسکتا ہے۔ پھر اسلام جو امن کا سچا حامی ہے بلکہ حقیقتاً امن اور سلم اور آشتی کا اشاعت کنندہ ہی اسلام ہے کیونکر اس زمانہ امن وآزادی میں اس پہلے نمونے کو دکھانا پسند کرسکتا تھا؟ پس آجکل وہی دوسرا نمونہ یعنی روحانی مجاہدہ مطلوب ہے“۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 37 طبع 2003ء)

مزید فرماتے ہیں:

”یاجوج ماجوج کے فساد کی نسبت میں نے بتادیا ہے کہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ اس کو شوکت ہے۔ خدا کی طرف رجوع کرنا، امانت دیانت کا اختیار کرنا، شراب، زنا، بدنظری، بدکاری، قماربازی سے بچنا مشکل ہو رہا ہے۔ بہت ہی تھوڑے شاید ایک آدمی فی ہزار جو بچتے ہوں گے“۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 299)

اس حقیقی امان کے لئے آپ نے روحانی خزائن تقسیم کرتے ہوئے 86 سے زائد کتب تحریر فرمائیں اور ان میں اسلامی تعلیمات دے کر سب کو اس کشتی میں سوار ہونے کی دعوت دی اور فرمایا اس دور میں شیطان سے امن وامان حاصل کرنے کے لئے یہی تعلیم ہے جو اس پر عمل کرے گا وہ امن میں ہوگا۔ اطمینان اور امن وامان کے تعلق میں ہی ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”نفس مطمئنہ کی آخری حالت ایسی حالت ہوتی ہے جیسے دو سلطنتوں کے درمیان ایک جنگ ہو کر ایک فتح پالے اور وہ تمام مفسدہ دور کرکے امن قائم کرے اور پہلا سارا نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ (النمل:35)

یعنی جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو پہلا تانابانا سب تباہ کردیتے ہیں۔ بڑے بڑے نمبردار، رئیس نواب ہی پہلے پکڑے جاتے ہیں اور بڑے بڑے نامور ذلیل کئے جاتے ہیں اور اس طرح پر ایک عظیم تغیر واقع ہوتا ہے۔ یہی ملوک کا خاصہ ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے۔ اسی طرح پر جب روحانی سلطنت بدلتی ہے تو پہلی سلطنت پر تباہی آتی ہے۔ شیطان کے غلاموں کو قابو کیا جاتا ہے۔ وہ جذبات اور شہوات جو انسان کی روحانی سلطنت میں مفسدہ پردازی کرتے ہیں۔ اُن کو کچل دیا جاتا ہے اور ذلیل کیا جاتا ہے اور روحانی طور پر ایک نیا سکہ بیٹھ جاتا ہے اور بالکل امن وامان کی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہی وہ حالت اور درجہ ہے جو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے۔ اس لئے کہ اس وقت کسی قسم کی کشمکش اور کوئی فساد پایا نہیں جاتا۔ بلکہ نفس ایک کامل سکون اور اطمینان کی حالت میں ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 530)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیاروں کے نقشِ پا کی پیروی فرماتے ہوئے دنیا میں امن پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں اور دنیا آج آپ کو سفیرامن کا نام دیتی ہے۔ بہرحال آج دنیا میں امن وامان کا قیام اسی تعلیم سے وابستہ ہے جو اسلام نے پیش کی۔ یہی امن، امان، محبت، ایثار اور اخوت کی اسلامی تعلیمات کو ہی حضرت رسول اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں بطور خلاصہ پیش فرمایا اور دین ودنیا دونوں میں کامیابی کے رموز بیان کئے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے بعد نہ صرف حضور کی تعلیمات مکمل ہوگئیں بلکہ قرآن کی زبان میں دین بھی مکمل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا اتمام بھی ہوگیا۔ مارچ کے مہینہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانوں تمہارے مالوں اور تمہاری عزت وآبرو کو ویسی ہی حرمت بخشی ہے۔ جیسی کہ اس نے حج کے دن کو حج کے مہینہ کو اور حج کے مقام مکہ معظمہ کو حرمت عطا کی ہے۔ اور یہی حرمت امن وامان کی ضامن ہے۔ اسی وجہ سے اس مہینہ کو امان کا نام دیا گیا۔

الہاماتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ماہ مارچ میں ہونے والے بعض الہامات

اوائل مارچ 1885ء

”مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدّدِ وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم و رُسل کے نمونہ پر محض بہ برکتِ متابعت حضرتِ خیر البشر افضل الرسل ﷺ اُن بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اُس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اُس کے قدم پر چلنا موجبِ نجات وسعادت وبرکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد وحرمان ہے“۔

(اشتہار ضمیمہ سُرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 319)

8/مارچ 1885ء

”عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادرِ مطلق جلّ شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی، فروتنی وغربت وتذلّل وتواضع سے اصلاحِ خلق کے لئے کوشش کرے... اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل بغرضِ اتمام حُجّت یہ خط... معہ اشتہار انگریزی......شائع کیا جائے اور اس کی ایک ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان......اور بخدمت معزز برہمو صاحبان وآریہ صاحبان ونیچری صاحبان و حضرات مولوی صاحبان... ارسال کی جاوے۔

یہ تجویز نہ اپنے فکر واجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب (جو خط پہنچنے پر رجوع بحق نہ کریں گے) ملزم ولاجواب مغلوب ہوجائیں گے“۔

(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ 11۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 20)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

قرار دادِ تعزیت جماعت احمدیہ جرمنی بر وفات حسرت آیات

محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید و افسر جلسہ سالانہ ربوہ

یہ افسوسناک خبر بے حد رنج وغم کے ساتھ سنی گئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نابغہ روزگار وجود اور دیرینہ خادم محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید و افسر جلسہ سالانہ ربوہ مؤرخہ 7/فروری 2021ء کی صبح اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترم چودھری صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے 87 سال تک بے مثال رنگ میں وقف زندگی کے تقاضے پورے کرتے ہوئے نہایت شاندار خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائی، الحمد للہ۔ آپ مکرم بابو محمد بخش صاحب کے فرزند تھے جنہوں نے آپ کی پیدائش سے پانچ سال قبل 1929ء میں بیعت کی تھی اور پھر قادیان ہی آکر آباد ہو گئے تھے۔ آپ کا بچپن قادیان کے پاکیزہ ماحول میں گذرا، تعلیم کا آغاز بھی قادیان سے کیا تاہم اعلیٰ تعلیم (ایم اے ریاضی) ہجرت کے بعد پاکستان آکر مکمل کی۔ اس سے قبل آپ اپنی زندگی دین کی خاطر وقف کر چکے تھے۔ آپ کو قریباً ستّر سالہ عرصہ خدمت کے دوران پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ، ناظر ضیافت، افسر جلسہ سالانہ ربوہ، وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی حیثیت سے انتہائی محنت کے ساتھ اپنے عہد وقف کی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق ملی۔ یوں تو آپ بچپن سے ہی ذیلی تنظیموں میں خدمت کی توفیق پاتے رہے تاہم حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ کے عرصۂ صدارت کے بعد 1969ء سے 1973ء تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے اور اس سے قبل آپ کئی سال تک معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی رہے۔ پھر جب صاحبزادہ صاحب موصوف کو اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز فرمایا تو حضورؒ کی ہی جگہ محترم چودھری صاحب مرحوم صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ مقرر ہوئے اور 1999ء تک اس منصب پر فائز رہے جو ایک ریکارڈ ہے۔ آپ نہایت مضبوط اعصاب والے منتظم تھے اور آپ کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے جملہ معاملات پر پوری گرفت ہوتی۔ محترم چودھری صاحب مرحوم کی شخصیت اور ذات غیر معمولی تھی۔ آپ اَن تھک محنتی، اپنے کام سے کام رکھنے والے، ٹھوس منصوبہ بندی کرنے والے اور غیر معمولی طور پر صاحب فراست تھے۔ آپ کی زندگی خدمت، خدمت اور بس خدمت سے عبارت تھی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے معمور تھی۔ کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا اور کبھی اپنے کسی قریبی کی طرف داری نہیں کی۔ اسی طرح آپ کے اوصافِ کریمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے غیر معمولی محبت وفدائیت اور اطاعت نمایاں تھی۔ آپ خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ایسے بااعتماد سلطان نصیر تھے جن پر رشک ہی کیا جاسکتا ہے۔

صدمہ کے اس موقع پر ہم جملہ افرادِ جماعت احمدیہ جرمنی اپنے پیارے آقا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، محترم چودھری صاحب مرحوم کی اہلیہ، دونوں بیٹیوں، بیٹے اور دیگر لواحقین سے تعزیت کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانے والی اس نیک روح کے ساتھ غیر معمولی عفو ومغفرت کا سلوک فرمائے، اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا فرما کر بلندیٔ درجات کے سامان کرے اور آپ کی روحانی وجسمانی نسلوں کو آپ کا قائم مقام بنائے، آمین ثم آمین۔

ہم ہیں اراکین جماعت احمدیہ جرمنی

ایک نابغہ روزگار وجود

محترم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم

کی یاد میں

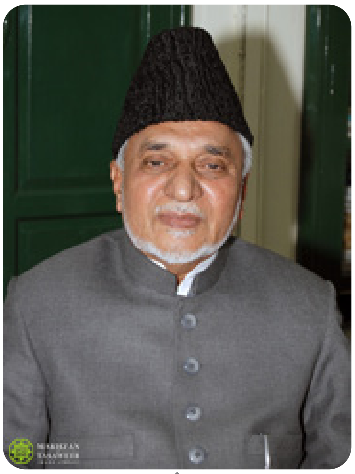

(محمد الیاس منیر۔ مربی سلسلہ جرمنی)

7 فروری 2021ء کی صبح واٹس ایپ دیکھا تو ایک دوست کی طرف سے آئی ہوئی پوسٹ میں ایک نورانی اور پرسکون چہرہ کی تصویر تھی جو سفید کفن میں ملبوس تھا۔ یہ تصویر دراصل افسوسناک خبر تھی متعدد اعلیٰ عہدوں پر فائز ایک نابغہ روزگار وجود محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی المناک وفات کی جو چند روز سے علالت کے باعث طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں زیرعلاج تھے اور چند گھنٹے پہلے اپنے ربّ کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہوگئے تھے۔ آپ کے چہرہ کی بشاشت، اطمینان اور مسکراہٹ اس امر کی گواہ تھی کہ وقت واپسیں آپ کو ان الفاظ میں بلاوا آیا تھا:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ۝ ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً ۝ فَادۡخُلِىۡ فِىۡ عِبٰدِىۡ ۝ وَادۡخُلِىۡ جَنَّتِىۡ (الفجر 31-28)

یعنی اے نفس مطمئنہ! اپنے ربّ کی طرف لَوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں بسیرا کر۔

مرحوم کا وجود سلسلہ کے لئے ایک نہایت مفید وجود ہونے کے ناطہ پیارے آقا ایدّہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک حقیقی سلطانِ نصیر کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس اعتبار سے دلی جذبات تعزیت تو سب سے اوّل حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں ہی اس دعا کے ساتھ پیش ہیں کہ اللہ تعالیٰ جدائی کے اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے اور مرحوم کی طرح کے سلطانِ نصیر ہمیشہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو نصیب رہیں، آمین۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 12/فروری 2021ء کے خطبہ جمعہ میں تفصیل کے ساتھ محترم چودھری صاحب مرحوم کا ذکر خیر فرمایا۔ آپ کے حالات زندگی، خدمات، صفات اور مرحوم کے بارے میں اعزہ و احباب جماعت کے تأثرات بیان کرنے کے بعد آخر پر ان الفاظ میں محترم چودھری صاحب کی کامیاب زندگی کا نچوڑ بیان فرمایا:

”مَیں نے یہ چند باتیں لی تھیں، بے شمار باتیں اَور بھی ہیں۔ جو بھی باتیں بیان ہوئی ہیں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ مَیں نے کام بھی کیا ہے بڑے نرم انداز میں کام سکھایا کرتے تھے۔ پھر جب ناظر اعلیٰ ہوا ہوں تو ان کا اطاعت کا نیا رویہ نظر آیا اور خلافت کے بعد تو انتہائی وفاداری کے ساتھ انہوں نے تمام حق ادا کیے۔ جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کو سینئر سیکشن میں مدغم کرنے کے متعلق مَیں نے ان سے رائے مانگی تو انہوں نے رائے دی تھی کہ نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن جب مَیں نے فیصلہ کر دیا تو فوری طور پر، اسی وقت، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر عمل درآمد کروایا اور مجھے رپورٹ بھی دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطانِ نصیر ملتے رہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 22/فروری 2021ء۔ خطبہ جمعہ 12/فروری 2021ء)

چودھری صاحب مرحوم کے لئے ہر فرد جماعت کے دل میں احترام کے جذبات ہیں، میرا دل ان کے لئے

- 4/مارچ 1934ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔
- 1946ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر زندگی وقف کرنے کی توفیق پائی۔
- 1955ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فرسٹ ڈویژن میں ایم اے ریاضی کرنے کے بعد بطور لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ جماعتی خدمات کا باقاعدہ آغاز کیا۔
- شادی ستمبر 1960ء میں محترمہ رضیہ خانم صاحبہ بنت مکرم عبد الجبار خان صاحب آف سرگودھا سے ہوئی۔
- 1969ء تا 1973ء صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ
- 1973ء تا دمِ حیات افسر جلسہ سالانہ ربوہ
- نومبر 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو وکیل اعلیٰ تحریک جدید مقرر فرمایا اور تا دم حیات اس عہدہ پر خدمت بجالاتے رہے۔
- 1982ء تا 1989ء صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ
- 1989ء تا 1999ء صدر مجلس انصار اللہ پاکستان
- اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے موقع پر انتخابِ خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔
- 2005ء تا حال صدر مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء
- وفات 7/فروری 2021ء بعمر 87 سال ہوئی اور اسی روز بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں نمازِ جنازہ اور تدفین عمل میں آئی۔

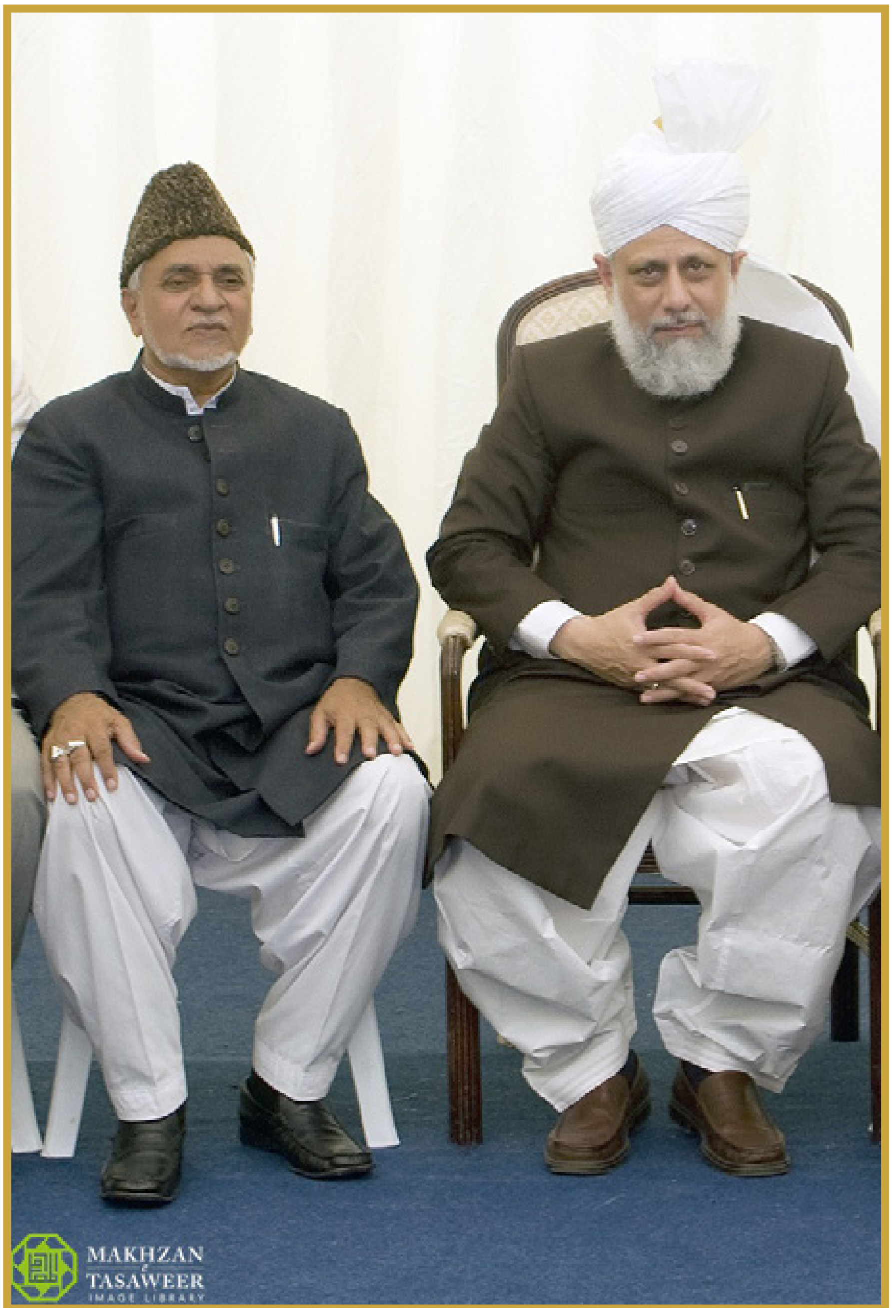

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ محترم چودھری حمید اللہ صاحب کی ایک یادگار تصویر

گہری محبت سے بھی بھرا ہوا ہے۔ خاکسار ابھی طفل تھا کہ 1969ء میں محترم چودھری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہوئے۔ تب سے مرحوم کے ساتھ ایک احترام کا رشتہ استوار ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ محبّت میں بدل گیا۔ ہم نے ہمیشہ آپ سے شفقت دیکھی۔ اطفال میں تھا تو محلہ میں وقارِ عمل کے لیے تگاریوں اور کسیوں کی ضرورت ہوتی یا کسی پروگرام کے لئے لاؤڈ سپیکر سسٹم کی ضرورت ہوتی تو ایک معمولی سی چٹ پر اپنا مدعا لکھ کر چودھری صاحب کے دروازے پر پہنچ جاتے۔ اگلے ہی لمحہ چودھری صاحب دروازے پر کھڑے، اسی چٹ پر متعلقہ کارکن کے لئے ہدایت رقم فرما رہے ہوتے کہ دے دیں۔

جب خادم ہوا تو کئی مرتبہ چودھری صاحب سے منتظم مال ہونے کے ناطہ چندہ لینے گیا۔ ہمیشہ خود دروازہ پر تشریف لاتے اور علم ہونے پر اندر جاکر پانچ روپے کا نوٹ لا کر تھما دیتے۔ جس کے بعد ہمارا خزانہ یک دم بھر جاتا کیونکہ اب تک ملنے والا چندہ دس دس یا زیادہ سے زیادہ پچاس پیسوں تک ہوتا تھا۔ چندہ کی اِس رقم سے علم ہوتا کہ اُس وقت چودھری صاحب مرحوم کی تنخواہ پانچ صد روپے تھی کیونکہ پوری شرح کے مطابق آپ اپنا چندہ ادا فرماتے تھے۔

حضرت خلیفۃالمسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے محترم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہونے پر فرمایا:

”جنہوں نے مجلس کی صدارت کا چارج لیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خونی رشتہ کے لحاظ سے خاندان کے فرد نہیں ہیں لیکن روحانی رشتہ کے لحاظ سے ہر شخص اپنی ہمت اور کوشش اور اپنی دعا اور عاجزی کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد بننے کے قابل ہے اور سچا اور حقیقی روحانی بیٹا اسے بننا چاہیے۔ اور بہت سے لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں حالانکہ وہ محض روحانی اولاد ہوتے ہیں“۔ (ماخوذ از مشعل راہ جلد 2 صفحہ 212)

پھر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں سالانہ اجتماع 1970ء کے موقع پر فرمایا:

”میں نے ایک مخلص بچے کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا“۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 26 صفحہ 214)

جب بھی خاکسار محترم چودھری صاحب سے ملتا، ٹھہر کر حال پوچھتے خصوصاً بچوں کے بارہ میں تفصیل سے اور فکر مندی سے دریافت فرماتے۔ ہماری آخری تفصیلی ملاقات صد سالہ تقریبات کے موقع پر ماریشس کے جلسہ سالانہ پر ہوئی جہاں آپ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم کے ساتھ مرکزی نمائندہ کے طور پر تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر آپ نے خاکسار کی درخواست پر ہم چاروں بہن بھائیوں کو ملاقات کا موقع دیا اور بڑی تسلی کے ساتھ بیٹھ کر پدرانہ شفقت سے گفتگو فرماتے رہے، فجزاہ اللہ خیرا لجزاء۔

جب سید میر داؤد احمد صاحب کی وفات ہوئی تو ربوہ میں یہ بات عام تھی کہ میر صاحب نے اپنے دو خاص شاگرد چھوڑے ہیں، ایک صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم اور دوسرے محترم چودھری حمید اللہ صاحب۔

یہ دونوں بزرگ ہی اپنی جذبہ خدمت دین اور اخلاص و وفا کی اعلیٰ ترین منزلیں طے کرنے کے ساتھ اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر کے اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔

محترم چودھری صاحب مرحوم کو حضرت میر داؤد احمد صاحب کی وفات کے بعد افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے پیشرو کی طرح اس ذمہ داری کا حق ادا کیا، مہمانوں کی خدمت کے حوالہ سے جو احساس آپ کے قلب و روح میں تھا، اس کا علم بے شمار واقعات سے ہوتا ہے۔

یوں تو چودھری صاحب مرحوم کی ساری زندگی ہی بیدار مغزی اور چاک و چوبند رہتے ہوئے گزری لیکن جلسہ سالانہ کے دوران تو آپ کی یہ صفت غیر معمولی طور پر نظر آتی۔ سن 1979ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر میری ڈیوٹی جلسہ کے مرکزی دفتر میں ٹیلیفون پر تھی۔ اس کے لئے افسر صاحب جلسہ سالانہ کی کھڑکی کے ساتھ برآمدے میں ایک چھوٹا سا کیبن بنا دیا جاتا تھا۔ اُس زمانہ میں جملہ دفاتر کے لئے صرف ایک ہی ٹیلیفون ہوتا تھا۔ جس پر ہر طرف سے پیغامات آ رہے ہوتے تھے اور ہمارا کام ہوتا کہ ہر پیغام کو کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر متعلقہ کارکن تک پہنچا دیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی صاحب افسر صاحب جلسہ سے بات کرنا چاہیں تو ہم ان کا رابطہ افسر صاحب سے کرواتے۔ سارا دن اسی طرح گزرتا۔ رات گئے جب چودھری صاحب تھوڑی دیر کے لئے گھر جانے لگتے تو ہدایت دے کر جاتے کہ اگر میرے لئے کوئی پیغام ہو تو فوراً گھر پر فون کر لینا۔ چنانچہ رات کے اس مختصر دورانیہ میں جب بھی کسی ناگزیر صورت میں چودھری صاحب کو فون کرنا پڑا تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک تو آپ نے ہر بار پہلی گھنٹی پر فون اٹھایا اور دوسرے آپ کی آواز میں نیند کا شائبہ تک نہ ہوتا۔ ایسے لگتا جیسے آپ جاگ رہے تھے گویا آپ نیند میں بھی ہوتے تو آپ کسی بھی ہنگامی صورت کے لئے پوری طرح تیار ہوتے۔

مکرم چودھری حمید اللہ صاحب مرحوم جلسہ سالانہ جرمنی 2005ء میں اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

بطور افسر جلسہ سالانہ آپ کو مہمانوں کا کس قدر خیال ہوتا تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جس کا خاکسار چشم دید گواہ ہے اور وہ یہ کہ 1977ء یا 78ء کے جلسہ کے موقع پر لنگر پرہیزی جو جلسہ کے مرکزی دفاتر کے احاطہ میں ہی ہوتا تھا، سے کوئی مہمان کھانا لینے گئے مگر سب کھانا تقسیم ہو چکا تھا۔ اس پر وہ صاحب سیدھے چودھری صاحب کے پاس چلے گئے۔ چودھری صاحب نے ان کی شکایت سنی تو فوراً اُٹھے اور لنگر پرہیزی میں پہنچ گئے اور کارکنان پر اس قدر برہم ہوئے کہ چودھری صاحب کی ایسی کیفیت اس سے پہلے کسی نے نہ دیکھی تھی۔ ناراضگی تھی تو یہ کہ کھانا ختم ہونے لگا تھا تو مجھے اطلاع کیوں نہ کی گئی تا کہ مزید کھانا پکانے کی فوری ہدایت جاری کی جاتی۔ چودھری صاحب کی آخری بات تھی کہ اچھی طرح سے نوٹ کر لیں کہ آخری دیگ تقسیم ہو رہی ہو اور ابھی کھانا لینے والے موجود ہوں تو فوراً مجھے اطلاع کیا کریں۔

چودھری صاحب نہایت باریکی کے ساتھ معاملات کی تہ تک کا خیال رکھتے۔ ایک مرتبہ خاکسار استاذی المحترم پروفیسر ناصر پروازی صاحب کے پاس گیا۔ موصوف کی اہلیہ اُس وقت جامعہ نصرت کی پرنسپل تھیں اور اسی ناطہ سے پروازی صاحب پرنسپل جامعہ نصرت والی رہائش گاہ میں مقیم تھے۔ محترم پروازی صاحب سے مل کر واپس آنے لگا تو موصوف کہنے لگے کہ آج شام میرے ایک غیراز جماعت دوست ربوہ آ رہے ہیں، دار الضیافت میں ان کی رہائش کے لئے محترم چودھری صاحب سے درخواست کی تھی۔ تمہارے محلہ میں ہی رہتے ہیں، جاؤ تو ذرا انہیں یاد دہانی کروا دینا۔ (چودھری صاحب مرحوم اس وقت ناظر ضیافت تھے اور دار الضیافت آپ کے ہی زیرِ انتظام تھا) خاکسار وہاں سے سیدھا محترم چودھری صاحب کے مکان پر پہنچا، کنڈی کھٹکھٹائی، فوراً دروازہ کھلا، چودھری صاحب سامنے کھڑے تھے۔ میں نے مدعا عرض کیا تو فرمانے لگے کہ کمرا نمبر 39 ان کے لئے تیار کروا دیا ہے۔ ذرا دار الضیافت جاؤ اور کمرے کا گھڑا دیکھو کہ اسے خشک کر دیا گیا ہے؟ میں ابھی وہاں سے آیا ہوں، گھڑا دھونے کے بعد ابھی گیلا تھا۔ میں حیران ہو کر چودھری صاحب کو دیکھنے لگا۔ پھر دار الضیافت گیا اور متعلقہ کمرے کا گھڑا دیکھا تو چودھری صاحب کی ہدایت پر عمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ جرمنی کی ایک نَو تعمیر شدہ مسجد میں تشریف لائے۔ وہاں ایک دروازہ کے باہر سالن کے نشان دیکھ کر فرمایا کہ اگر ابھی سے یہ کام شروع ہو گیا تو آئندہ کیا بنے گا اور اس بارہ میں احتیاط کرنے کو کہا۔ آپ جہاں بھی جاتے چھوٹی چھوٹی باتوں کا جائزہ لیتے اور ان کے بارے میں ہدایات دیتے جن کے دور رَس اثرات ہوتے۔ ایک مسجد میں تشریف لے گئے تو فرمایا کہ غسل خانے میں کھونٹی نہیں ہے۔ ہمارے ہاں یہ لازمی طور پر ہونی چاہئے۔

چودھری صاحب مرحوم کی ایک بہت بڑی خوبی اپنے کام سے کام رکھنے کی تھی۔ محترم پروفیسر عبد السلام صاحب نوبل انعام ملنے کے بعد پہلی مرتبہ ربوہ تشریف لائے تو ربوہ میں ایک جشن کا سماں

تھا۔ بہت وسیع پیمانہ پر آپ کا استقبال ہوا تھا اور آپ کے اعزاز میں بڑی بڑی تقریبات ہوئی تھیں۔ اس موقع پر محترم چودھری صاحب کے ساتھ معاون کے طور پر خاکسار کو بھی خدمت کا موقع ملا تھا۔ اس دوران سرائے فضل عمر ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے عشائیوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جن کا انتظام محترم چودھری صاحب ناظر ضیافت کی حیثیت سے فرما رہے تھے اور ہر وقت چودھری صاحب کے ساتھ ساتھ رہنے کی وجہ سے خاکسار کو بھی علم تھا۔ اُس وقت خاکسار مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ترجمان رسالہ خالد کا مدیر بھی تھا۔ چنانچہ پروفیسر صاحب کی ربوہ تشریف آوری اور آپ کے اعزاز میں دیئے جانے والے استقبالیوں کی رپورٹ لکھی تو خیال آیا کہ محترم چودھری صاحب سے توثیق بھی کروا لوں کہ کون سا عشائیہ کن کی طرف سے تھا۔ خاکسار بڑے مان کے ساتھ چودھری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب رسالہ میں اشاعت کے حوالہ سے تفصیل پوچھی تو فرمانے لگے ناظر صاحب اعلیٰ سے پوچھو، مجھے تو حکم ہوا، میں نے انتظام کروا دیا۔ سبحان اللہ، یہ ہوتا ہے اپنے کام سے کام رکھنا۔ پھر میں نے ہمیشہ یہی دیکھا اور اپنے کام سے کام رکھنے کا ہنر سیکھنا ہو تو چودھری صاحب سے سیکھو۔

ایسے بے نفس خادم دین تھے اور آپ نے دین کو دنیا پر ایسا مقدم کیا ہوا تھا کہ کبھی دنیا کا سوچا ہی نہیں۔ کوئی جائیداد بنائی نہ ہی کوئی کاروبار کیا اور نہ ہی اپنے منصب سے کسی قسم کی دنیوی منفعت حاصل کرنے کا کبھی خیال تک ہی آیا۔ ایسے درویش صفت تھے کہ جب آپ جلسہ سالانہ پر لندن تشریف لاتے تو میں نے خود دیکھا ہے کہ وکالت تبشیر کے دفتر کے کونہ میں ایک انتہائی مختصر سی اوٹ میں بیٹھے اپنا کام کر رہے ہوتے۔

معاملات پر گرفت اس قدر تھی کہ 2003ء میں جب آپ جلسہ سالانہ جرمنی پر تشریف لائے تو اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر آپ نے بعض جماعتوں کا دورہ بھی کیا۔ ان میں دو جماعتیں خاکسار کے حلقہ میں تھیں۔ ان ہر دو مواقع پر خاکسار بھی چودھری صاحب مرحوم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے ان جماعتوں کے احباب کے ساتھ مختصر اجلاسات میں شرکت فرمائی اور حسابی انداز میں محض چند سوالات کر کے حالات کا نچوڑ نکال لیا۔ آپ نے ریاضی کا مضمون پڑھا تھا اور اس طرح پڑھا تھا کہ اس کی مکمل چھاپ آپ کی زندگی میں نظر آتی تھی۔ ہر بات ریاضی کے فارمولوں کی طرح نپی تُلی ہوتی۔ گفتگو مختصر مگر جامع اور ٹھوس۔ انتظامی معاملات قواعد وضوابط کے عین مطابق۔ انتہائی مصروف ہونے کے باوجود ملاقات کے لئے آنے والے ہر شخص کو بھرپور انداز میں وقت دیتے۔ جب بھی آپ کی خدمت میں خط لکھا، اس کا پہلی فرصت میں لکھا ہوا جواب موصول ہوا۔

جب تک ریلوے پھاٹک کے پاس والی مسجد بلال تعمیر نہ ہوئی، آپ تحریک جدید کوارٹرز والی مسجد محمود میں نماز ادا کرنے تشریف لاتے اور ہمیشہ وقت کی پابندی کے ساتھ پہنچتے حالانکہ مسجد محمود سے آپ کا گھر کافی فاصلہ پر تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے محترم چودھری صاحب مرحوم کو اپنی خاص رحمت ومغفرت کی چادر میں لپیٹ لے، آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مکرم چودھری حمید اللہ صاحب جلسہ سالانہ جرمنی 2003ء کے موقع پر تقریر کر رہے ہیں

سلسلے کا تھا وہ اِک جرنیل بندۂ حمید

قاعدوں کا تھا محافظ ضابطوں کا پاسباں
تھا لبِ خاموش لیکن ایک بحرِ بے کراں
دین کی خدمت میں اپنی زندگی کر کے بسر
ایک خدمتگار دیرینہ گیا اگلے جہاں
سلسلے کا تھا وہ اِک جرنیل بندۂ حمید
یاد رکھی جائے گی خدمت کی اس کی داستاں
ذات میں اپنی وہ خود اِک آپ ہی تاریخ تھا
ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں اس کی خدمت کے نشاں
تھا خلافت کے وفاداروں میں اِک ایسی نظیر
آئے گا تاریخ کے اَوراق میں جس کا بیاں
اس کے اوصافِ حمیدہ اَور بھی تو ہیں بہت
ذات میں اس کی چمکتے ہیں مثالِ کہکشاں
اے حمیداللہ گزاری خوب تُو نے زندگی
ہر کسی کو اس قدر توفیق ملتی ہے کہاں
جنت الفردوس میں اعلیٰ مراتب ہوں نصیب
تجھ سے راضی ہو ترا پیارا خدائے مہرباں
ڈھانپ لینا مغفرت کی خاص چادر میں اُسے
عرض کرتا ہے ظفرؔ تجھ سے خدائے کُل جہاں

(مکرم مبارک احمد ظفر صاحب۔ ٹلفورڈ)

اُذْكُرُوا مَوْتٰكُمْ بِالْخَيْرِ

نصف صدی سے زائد عرصہ تک سلسلہ کی خدمت کرنے والے

مکرم منظور احمد شاد صاحب مرحوم

(تصور احمد خالد، لندن)

خاکسار کے اباجان محترم منظور احمد شاد صاحب مؤرخہ 17/ جنوری 2021ء کو چند دن نمونیے کی وجہ سے علیل رہنے کے بعد بعمر 82 سال لندن کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم یکم اپریل 1938ء کو فتح پور ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت میاں عبدالکریم صاحب نے 1903ء میں اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا جب حضور کرم دین بھیں والے مقدمے کے لئے جہلم تشریف لے گئے تھے۔

ابتدائی تعلیم کا آغاز تو مقامی سکول سے کیا مگر مخالفت مڈل کے بعد کی وجہ سے ربوہ چلے گئے جہاں ٹی آئی ہائی اسکول سے میٹرک کرنے کے بعد 1956ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا لیکن ایک ماہ کے بعد طبی بنیادوں پر جامعہ احمدیہ چھوڑنا پڑا۔ جامعہ چھوڑنے کے وقت حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ آپ جتنا خوش قسمت کون ہے آپ آزاد بھی ہیں اور سلسلہ کی جتنی چاہیں خدمت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ربوہ کے اسی پاکیزہ ماحول میں دینی خدمات کا آغاز ہوا جو آخر دم تک جاری رہا۔

جامعہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے بڑے بھائی کے پاس گھارو ضلع ٹھٹھہ آ گئے اور 1958ء تک وہیں رہے پھر کراچی چلے گئے جہاں پولیس میں ملازمت اختیار کرلی۔ اس دوران جماعتی خدمت کے لئے وقت نہ مل سکا تو 1961ء میں پولیس کی فورس والی ڈیوٹی سے کلیریکل اسٹاف میں آ گئے اور اس کے بعد جماعتی خدمات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اسی دوران آپ نے B.A اور LLB بھی کر لیا۔ چنانچہ آپ مجلس خدام الاحمدیہ میں قائد مجلس وضلع، کراچی کے ایک حلقہ کے صدر، ناظم اطفال ضلع کراچی، زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ ڈرگ روڈ، سیکرٹری مجلس عاملہ، جنرل سیکرٹری اور نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی کے طور پر 1993ء تک خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں 1982ء میں مرکز نے ایک ہنگامی کمیٹی کراچی میں قائم کی اور آپ سیکرٹری مقرر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب لندن ہجرت کے وقت کراچی تشریف لا رہے تھے تو آپ کو سکھر سے لانے کے لئے کراچی سے ایک وفد بھجوایا گیا آپ بھی اس وفد میں شامل تھے۔ آپ حضور کے جہاز کے روانہ ہونے کے چار گھنٹے بعد تک ایئر پورٹ پر ہی رہے۔ لندن میں آٹھ سال تک بحیثیت ناظم حفاظت سٹیج جلسہ سالانہ ڈیوٹی دیتے رہے۔ (تاریخ احمدیت کراچی صفحہ 1164 باب دہم)

آپ 1993ء میں جرمنی ہجرت کر کے آئے تو یہاں بھی خدمت دین میں مصروف ہو گئے اور بہت جلد اہم عہدوں پر فائز کئے گئے۔ چنانچہ سب سے اول آپ کو نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری مقرر کیا گیا دو سال بعد 1995ء میں نیشنل سیکرٹری تربیت مقرر ہوئے۔ اسی دوران آپ کو ویزبادن کا لوکل امیر مقرر کیا گیا اور یہ ذمہ داری 2007ء تک آپ نبھاتے رہے۔ اگست 2000ء میں آپ کو Gross-Gerau Hessen کے وسیع علاقہ کا ریجنل امیر مقرر کیا گیا۔ پھر 2004ء تا 2007ء آپ نیشنل سیکرٹری امور عامہ رہے۔ 2004ء میں دارالقضاء جرمنی میں مختارِ عام کی ایک خصوصی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ اکتوبر 2010ء میں آپ جرمنی سے لندن ہجرت کر گئے جہاں آپ نے ہومیوپیتھی ڈسپنسری بیت الفتوح میں جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی، طبی خدمت جاری رکھی۔ بعد میں خدمت خلق کا یہ سلسلہ گھر سے جاری رہا۔ آپ صبح شام سیر کے عادی تھے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے نکلتے تو راستہ میں ان تمام گھروں میں ہومیو دوائیں پہنچاتے جاتے جنہوں نے بذریعہ فون اپنی بیماری کی تفصیل بتائی ہوتی۔ آپ اپنے زیر علاج مریضوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتے تھے جن میں مسلمان، عیسائی، سکھ، ہندو اور بہت سے دیگر لوگ شامل تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے 76 سال کی عمر میں ہومیوپیتھی میں لندن سے ڈپلوما کیا۔

پسماندگان میں آپ کے دو بیٹے خاکسار اور طاہر احمد محمود (حال جرمنی) جبکہ دو بیٹیاں طاہرہ نصرت اہلیہ داؤد احمد قمر صاحب (حال جرمنی) اور سائرہ نزہت اہلیہ فاروق ربانی صاحب (حال لندن) ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ اسی طرح آپ کے عزیزان میں آپ کے بھتیجے مکرم منور احمد خورشید صاحب مربی سلسلہ لندن اور آپ کے دو پوتے محمد احمد خورشید صاحب بطور مربی سلسلہ مانچسٹر اور فخر احمد آفتاب صاحب بطور مربی سلسلہ نوٹنگھم خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک نواسہ سلمان احمد قمر صاحب بطور مربی سلسلہ و ناظم دارالقضاء یوکے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ رحمت و مغفرت کا سلوک فرمائے، آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کی نسلوں کو بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

Ihr KFZ - GUTACHTER

Zafar Khan

Sachverständiger für Kraftfahrzeuge aller Art

Mobiler Vor-Ort-Express-Service im Rhein-Main-Gebiet

- ✓ Kostenlose **Beratung** nach einem Verkehrsunfall
- ✓ **Komplettservice** für die Schadenabwicklung
- ✓ Erstellung eines unabhängigen **Unfallgutachtens**
- ✓ **Direkte Abrechnung** mit der gegnerischen Versicherung

Kostenlose **Gutachtenhilfe:**

Falls Sie mit dem erstellten Gutachten der Versicherung nicht zufrieden sind oder es nicht ihrer Erwartung entspricht, können Sie **kostenlos** das Gutachten bei uns überprüfen lassen.

Frankfurter Str. 135
63303 Dreieich
Tel:06103-9883103
Fax:06103-9883101
Mobil:0172-9825124
E-Mail: kb3eich@gmail.com

قسط چہارم

اپنی کہانی اپنی زبانی

ایک مخلص و باوفا مربی سلسلہ

مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب کی ایمان افروز باتیں

حکام کا حسن سلوک

قیدیوں کے ساتھ جو سلوک عموماً انتظامیہ کی طرف سے کیا جاتا ہے اور جس قسم کے گندے الفاظ سے انہیں پکارا جاتا اور فحش گالیاں دی جاتی ہیں ایک شریف انسان ان الفاظ کو ہرگز بیان نہیں کر سکتا۔ بلکہ بیان تو ایک طرف ان گالیوں کا سننا ہی اسکے لئے سخت دشوار ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی سلوک جو عموماً قیدیوں سے ہوتا ہے میرے ساتھ بھی ہوا۔ سوال و جواب کئے گئے۔ ڈرایا دھمکایا گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ تمہارا خون بھی ہمارے لئے جائز ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔ حسب عادت وفطرت بہت برے الفاظ سے مجھے پکارتے رہے۔ پھر مجھ سے سوال و جواب کرنے والے اشخاص کی شکلیں بھی نہایت بھیانک اور خوفناک تھیں۔ جب میں انکے سوالات کے ٹھیک ٹھیک جواب دے چکتا تو وہ کہتے کہ ''نہیں تم کچھ چھپا رہے ہو''۔ غرضیکہ اس ایک فقرہ کو آڑ بنا کر آخر مجھ پر ظلم و تشدد پر اتر آتے۔ انہوں نے جو گندہ دہانی کی اسکی مثال نہیں ملتی۔ کم از کم میں نے اس قدر گندے الفاظ اس سے قبل کبھی نہ سنے تھے۔ اور اسی گندہ دہانی میں جماعت احمدیہ کے بارے میں بھی نہایت برے الفاظ استعمال کئے گئے۔ اور مجھ سے زیادہ میرے عقیدہ کو برا بھلا کہا گیا۔ دراصل یہ لوگ چاہتے تھے کہ میں احمدیت کو چھوڑ دوں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ چاہتے تھے کہ میں کوئی ایسا بیان تحریر کروں جس سے جماعت کو قانوناً گرفت میں لایا جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ احمدیت چھوڑ دو تو تمہیں شاہی مسجد میں لے جاکر اعلان کریں گے، ہار پہنائیں گے، اچھی شادی اور اچھی نوکری مل جائے گی۔

مختلف ذلیل قسم کی حرکات کرواتے۔ مثلاً کھڑے ہونا، بیٹھ جانا، کان پکڑنا ...... وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر اسکے بعد مار پیٹ شروع کر دیتے۔ میں ذہنی طور پر شدید زخمی تھا۔ کچھ سجھائی نہ دیتا تھا صرف اتنا یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے ہاتھوں سے بھی مارا، لاٹھی سے بھی اور پاؤں سے بھی ٹھوکر مارتے رہے۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ ایک روز مارتے مارتے ایک لاٹھی توڑ بھی دی تھی۔ اور پھر مختلف پوزیشنوں پر کھڑا کیا گیا۔ آخر خدا کا رحم جوش میں آیا اور اسکی قدرت دیکھئے کہ ان میں سے ایک کے پیٹ میں کچھ درد اٹھا۔ وہ باہر گیا۔ اس کی واپسی تک وقت کافی گزر چکا تھا۔ اور پھر آخر کار تھک ہار کر انہوں نے اس ''حسن سلوک'' کو التوا میں ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ (خدا رحم کرے ان پر)

کوئی یقین کرے یا نہ کرے یہ سچی بات ہے کہ وہ جو مار پیٹ کرتے تھے مجھے جسمانی طور پر کوئی درد نہیں محسوس ہوتا تھا۔ ہاں ذہنی طور پر سخت تکلیف ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ رات آٹھ بجے کے قریب مجھے بلایا گیا۔ میرے پاؤں میں رسّی باندھ کر کمرہ کی چھت کے ساتھ لٹکائے جانے کی تیاری ہو رہی تھی اور میں اسکو دیکھ رہا تھا۔ مگر قدرت کو ایسا منظور نہ تھا۔ چنانچہ عین اُسی وقت ان کے افسر کی طرف سے حکم آیا کہ مجھے ان کے سامنے پیش کیا جاوے۔ چنانچہ مجھے اس افسر کے پاس لے جایا گیا۔ ان صاحب نے ایک انوکھا انداز اختیار کیا۔ مجھ سے بڑی ہمدردی جتلانے لگے اور کہنے لگے کہ بھائی ہم تم سے بہت اچھا سلوک کریں گے لیکن تم سچی سچی بات کرو۔ ورنہ ......

انعامات الٰہیہ

گرفتاری کے بعد سارا عرصہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل میرے شامل حال رہا کہ جو شخص بھی میرے قریب ہوا، مجھ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ (فالحمدللہ علیٰ ذالک) میں سمجھتا ہوں اور میرا یہ پختہ یقین ہے کہ اس میں اس عاجز کی کوئی خوبی نہیں بلکہ محض احمدیت اور اسلام ہی کی برکات کا نتیجہ ہے۔ لالیاں میں پھر چنیوٹ میں بھی لوگ متاثر ہوئے۔ حتّٰی کہ بعض سپاہیوں نے اس وقت جبکہ مجھے لاہور قلعہ لے جایا جا رہا تھا کہا کہ ہمیں افسوس ہے تمہارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ ایک طرف میرے کھانے پینے کا انتظام کرتے تھے۔ خود اپنا پکایا ہوا سالن مجھے کھانے کیلئے دیتے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ تو دل سے مسلمان ہے اور ایسے زبانی زبانی اپنے آپ کو مرزائی کہتا ہے۔ الحمدللہ کہ میں اپنی قید کے سارے عرصہ کے دوران کسی بھی موقع پر ایک لمحہ کیلئے بھی احمدیت کے خلاف کوئی حرف زبان پر نہیں آیا۔

لاہور میں قریباً پانچ مرتبہ مجھے سوال و جواب کے لئے بلایا گیا۔بعض مرتبہ خصوصی پارٹی کے حوالے بھی کیا گیا۔خواہ خصوصی پارٹی ہوتی یا عام تفتیشی ٹیم۔ ان میں سے ہر ایک نہایت غیر انسانی سلوک کرتا تھا،ان کی زبان نہایت ناپاک تھی۔آخری دفعہ سوال و جواب کے آخر میں انہوں نے مجھے کرسی پر بٹھایا اور چائے بھی پلائی۔

ایک مرتبہ ایک لائن افسر جو ہمارے کمروں کی صفائی کروا رہا تھا ایک سب انسپکٹر کے ساتھ پھرتا پھراتا میرے سامنے آ گیا۔ اور میری دری اور تکیہ دیکھ کر لائن افسر سے پوچھنے لگا کہ کیا یہ سیکنڈ کلاس کا قیدی ہے؟ لائن افسر کہنے لگا کہ یہ student ہے۔ اس نے تعجب سے کہا کہ student (طالبعلم) یہاں کہاں سے آ گیا؟ لائن افسر بڑے سخت لہجہ میں کہنے لگا پاکستان میں انصاف کہاں ہے؟ انسانیت تو بالکل ہے ہی نہیں۔مرزائی ہونے کی وجہ سے ایک بے گناہ غیر قومی طالبعلم کو اس طرح ظلم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ یہاں کسی کو کون پوچھتا ہے؟

پھر ایک مرتبہ میں اپنے کمرہ میں بیٹھا پرندوں کیلئے روٹیوں کے ٹکڑے کر رہا تھا۔ ایک صاحب آئے کچھ دیر مجھے تکتے رہے اور پھر یکدم بول اٹھے۔کون کہتا ہے کہ یہ غیر مسلم ہے۔غیر مسلم کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ صاحب ایک مرتبہ سوال و جواب کے موقعہ پر ایک افسر بالا کے کاتب تھے اور اس موقع پر انہوں نے بھی احمدیت کے خلاف باتیں کی تھیں لیکن آج وہ کہہ رہا تھا کہ یہ غیر مسلم کیسے ہو سکتا ہے؟

ایک دفعہ جب میں شام کا کھانا کھا رہا تھا D.S.P صاحب تشریف لائے۔ میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ مگر یکدم کیا دیکھتا ہوں کہ D.S.Pصاحب مصافحہ کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ میں تو لوہے کی سلاخوں کے پیچھے تھا۔ انہوں نے ہاتھ اندر ڈالا۔ چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ ایک قیدی کے ساتھ یہ سلوک بالکل غیر طبعی تھا۔ چنانچہ D.S.P نے میرا حال وغیرہ پوچھا اور حوصلہ اور تسلی دی۔

جس روز مجھے ہائی کورٹ میں پیش ہونا تھا۔اس روز چھوٹے افسر صاحب نے D.S.Pصاحب سے دریافت کیا کہ ہتھکڑی لگائیں یا نہیں۔ پہلے D.S.Pصاحب نے کہا کہ نہ لگاؤ، ضرورت نہیں مگر بعد میں انہوں نے کہا کہ! Mr. Imdad! Don’t mind please قانوناً آپ کو ہتھکڑی لگانا ضروری ہے۔ قانون کی پابندی ہی بہتر ہے۔ چنانچہ دو مسلح سپاہیوں کے ساتھ مجھے تیار کر دیا گیا۔ عام طور پر یہ سپاہی خود ہی جس طرح ممکن ہو ملزم کو عدالت میں لے جاتے ہیں۔ پبلک ٹرانسپورٹ، لوکل بس میں نہایت تکلیف سے رَش کی وجہ سے دھکے کھاتے ہوئے لے جایا جاتا ہے۔ مگر مجھے D.S.Pصاحب نے خود اپنی کار میں بٹھایا۔ ان کے ساتھ اور بھی افسر تھے۔ ایک کار کافی نہ ہونے کے باعث دوسری کار بھی طلب کی گئی۔ اور میرے ساتھ دو کی بجائے صرف ایک سپاہی رہنے دیا گیا۔ جب ہم شہر سے گزر کر عدالت عالیہ کی طرف جا رہے تھے تو مجھے اس تصور سے بڑی خوشی محسوس ہوئی کہ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ(الرعد:12)۔ آج آنحضرت ﷺ کے ایک ادنیٰ اور حقیر غلام کے گرد اس کی حفاظت کے لئے پہرہ کی غرض سے مادی نقطہ نظر سے بھی D.S.P ایک سب انسپکٹر اور ایک ہیڈ کانسٹیبل موجود ہے۔سبحان اللہ!

مکرم نورالحق تنویر صاحب جب اس عاجز سے ملنے کی غرض سے قلعہ میں تشریف لائے تھے تو جناب D.S.Pصاحب نے بڑے واضح الفاظ میں میری تعریف کی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے ساتھ والے کمرہ میں ایک قیدی تھا جس کی لمبی داڑھی بھی تھی۔ وہ روزے رکھا کرتا تھا مگر اس کے باوجود یہ لوگ اسے گالیاں دیتے تھے۔ انہوں نے میری نماز کی بھی تعریف کی۔ ایک دفعہ میں نماز عصر پڑھ رہا تھا کہ اچانک نماز کے دوران مجھے محسوس ہوا کہ شاید باہر کوئی شخص مجھے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ ایک افسر چیکنگ پر آئے تھے اور مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ نماز کے بعد میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ یہ لڑکا مسلمان نہیں تو کون مسلمان ہوگا!! نماز کو سنوار کر ادا کرنے یا خشوع وخضوع سے ادا کرنے کی توفیق محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور احمدیت کی برکت سے ہی اس عاجز کو نصیب ہوئی ورنہ ’’من آنم کہ من دانم‘‘۔

ایک اور واقعہ درج کئے دیتا ہوں۔ جب میں لالیاں حوالات سے فارغ ہو رہا تھا تو دو درمیانی عمر کے قیدی جنہوں نے میرے ساتھ صرف ایک رات ہی گزاری تھی اور ان سے کوئی خاص گفتگو بھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان پر میرا اچھا تأثر قائم ہوا تھا۔ چنانچہ وہاں سے رخصت ہوتے وقت ان دونوں نے میرے ساتھ معانقہ کیا اور بڑے اصرار سے کچھ روپیہ بھی دیا۔

اللہ تعالیٰ کا پیار

شاہی قلعہ میں آنے کے بعد پہلی رات تو قریباً بے ہوشی میں ہی گزری مگر دوسری رات کو غیر معمولی طور پر دل میں اطمینان تھا۔ صبح اٹھا تو میری زبان پر مندرجہ ذیل آیت قرآنی جاری تھی: اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:157) اس سے مجھے مزید تسلی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔شاہی قلعہ کے پہلے ہی روز میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہاں 30 روز رہنا ہے۔ لیکن یہ خیال بھی آیا کہ شاید ابھی مزید مصائب آنے والے ہیں۔ قید کے دوران اکثر اوقات دعاؤں میں مشغول رہتا۔بعض اوقات تو بڑا ہی لطف آتا، کئی مرتبہ تو یوں ہوا کہ میں قرآن مجید کی وہ آیات پڑھتا تھا جو اس سے قبل کبھی مجھے یاد نہ تھیں۔ اس وقت نہ معلوم کس طرح ذہن میں آجاتیں۔ مثلاً ایک دفعہ، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب لالیاں سے بس پر سوار ہو کر عدالت جارہا تھا۔ بس میں کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہیں تھی سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ہتھکڑی لگی ہوئی، بس کی چھت کے ساتھ لگا ہوا پائپ پکڑنا بھی بہت مشکل تھا، سخت دھکّے کھا رہا تھا، اچانک چند لمحہ کیلئے جیسے نیند آ گئی ہو جب ہوش آیا تو دیکھا کہ زبان پر

یہ آیت ہے کہ رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (بنی اسرائیل:81)

اس کے علاوہ یہ آیت رَبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ (المومنون:30)۔ یہ اسیری کی یادوں میں سے لطیف ترین یادیں ہیں۔

لالیاں سے واپسی کے بعد بھی دل بڑا ہی بے چین تھا۔ نامعلوم خوف سے دل لرزتا رہتا تھا، ڈراونی خوابیں آتی تھیں۔ جب پہلے ہی روز انہوں نے مارا تو سخت تکلیف ہوئی۔ اگر جلد اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب نہ ہوتا تو قریب تھا کہ دماغ کی رگ پھٹ جاتی۔ مجھے جب مار پڑ رہی تھی تو صرف اس قدر احساس ہوتا تھا کہ مار پڑ رہی ہے۔ مگر جس حصہ بدن میں ضرب لگتی تھی اس میں ذرہ بھر تکلیف نہ ہوتی تھی۔ مگر ذہنی طور پر ناقابل برداشت تکلیف تھی۔ تب مجھے یقین ہوگیا کہ اب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور مادی طاقت مجھے نہیں بچا سکتی۔

لاہور میں بھی میں اکثر اوقات آیات قرآنی کا ورد کرتا رہتا۔ اور آیات قرآنی کے ورد سے جو لطف اور لذت حاصل ہوتی تھی اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ بعض دفعہ میں ذہن میں آنے والی آیات سے اندازہ لگاتا کہ آج کیا ہوگا۔ جس روز مکرم نور الحق تنویر صاحب مجھ سے ملنے کے لئے آئے (مجھے ان کی ملاقات کے بارے میں قبل از وقت کچھ علم نہ تھا)۔ اس سے چند گھنٹے قبل میرے ذہن میں حسب ذیل آیت آئی اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص:86) مکرم تنویر صاحب سے ملاقات کے بعد مجھے اس آیت کی حقیقت کا علم ہوا۔ اور یوں مجھے اس آیت کے ورد سے بڑا ہی مزہ آیا۔

ہمارا قادر و توانا خدا جو بہت ہی پیار کرنے والا اور بہت ہی شفیق اور مہربان ہے۔ دوران اسیری میں نے اس کے پیار کے بہت سے جلوے دیکھے۔ ہر پریشانی کے بعد وہ خدا مجھے تسلی دیتا رہا۔ مجھے یہ یقین تھا کہ میرے اس کیس میں کوئی بھی میرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میری رہائی کے سلسلہ میں ہائی کورٹ میں مقدمہ کیا گیا ہے۔ مگر مجھے یہ یقین تھا کہ میں زیادہ سے زیادہ 30 روز ہی لاہور قلعہ میں قید رہوں گا۔ بس اس سے زیادہ ممکن نہیں اور یہ یقین خدا نے دل میں ڈالا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں پہلے ہی رہائی پا گیا۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

میری زندگی کا لطیف ترین روحانی تجربہ

منگل یا بدھ سے ارادہ کیا کہ آنے والے جمعہ کے لئے تیاری کروں گا کہ جمعہ کے روز اللہ سے ایک دعا ضرور قبول کروانی ہے۔ دعا میں نے یہ کرنی تھی کہ جس دن میرا مقدمہ عدالت میں پیش ہو اسی دن مجھے مخلصی ہو جائے۔ رات دو بجے دعا شروع کی ہی تھی کہ دعا کرنے سے روک دیا گیا۔ یہ سمجھانا مشکل ہے کہ کس طرح مگر روک دیا گیا۔ ''روک دیا گیا'' سے مراد یہ ہے کہ دل بند ہو گیا یعنی کلمات یا آیات زبان پر آتی نہیں تھیں۔ نماز نہیں پڑھ سکا کیونکہ سورۃ فاتحہ یا کوئی کلمہ زبان پر نہ آتا تھا اور نہ ہی دل میں۔ عام انسان کو سمجھانا مشکل ہے، میں خود بھی نہیں سمجھ سکا کہ کیا ہوا تھا۔ اس سے کوئی گھبراہٹ بھی خاص نہیں ہوئی مگر ایک عجیب کیفیت ہوگئی کہ پتہ نہیں اب کیا ہوگا۔ مجبوراً لیٹ گیا صبح اُٹھ کر نماز پڑھی اور استغفار کرتا رہا مگر کچھ وضاحت نہ ہوئی۔ صبح نو بجے کے بعد خیال آیا کہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتا ہوں۔ چنانچہ شکر الحمد للہ کہ صلوٰۃ التسبیح میں تسلی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا سے روکنے کی وجہ یہ سمجھائی کہ

تم جلد نجات چاہتے ہو۔ صبر کرنا نہیں چاہتے۔ کیا تم اس خدا پر توکل نہیں کرتے جس نے تمہیں دو ہفتے ہو رہے ہیں اس قید میں بڑی آسانی سے زندہ رکھا ہے؟ کیا تمہارا خدا تمہیں بچائے گا نہیں؟ کیا اس نے اب تک تمہیں ظالموں سے بچایا نہیں اور آئندہ نہیں بچا سکتا؟ کیا خدا نے ہی پولیس والوں کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ تمہیں قید کرتے؟ کیا اگر وہ چاہتا تو تمہیں ان سے محفوظ نہیں رکھ سکتا تھا؟ ممکن ہے اس جیل میں تمہارے لیے کچھ اور مدت رہنے میں ہی بھلائی ہو۔ کیا تم خدا کی قضا پر راضی نہیں ہو؟ تم نے خدا تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا ہے۔ یہ نہیں کہ تم خدا کو اپنی تقدیر پر راضی کروانے کی کوشش کرو۔ پس بہتری اسی میں ہے کہ تم خدا کی رضا پر راضی رہو۔

بس پھر کیا تھا، مجھے بہت تسلی ہوگئی اور میرا دل مطمئن ہوگیا کہ میرا خدا جب میرے ساتھ ہے تو مجھے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے انہی دو امور کی روشنی میں دعا کی اور بڑا لطف آیا۔ بعض دفعہ تو میں نے دعا میں یہ بھی کہا کہ خدایا جب تک تیری مرضی ہے مجھے اس قید میں رکھ اور جو سلوک چاہے میرے ساتھ کر۔ مجھے کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہوگی۔ میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ اور گویا میں یہ کہتا تھا کہ

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

لیکن بعد میں ایک اور حالت مجھ پر طاری ہوئی۔ غالباً 17 یا 18 نومبر کو ہائی کورٹ نے میرے کیس کے بارے میں تاریخ ڈالی تھی۔ لیکن جب مجھے اس کے نتیجہ کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا تو ایک روز طبیعت میں عجیب تغیر پیدا ہوا اور میں نے اپنے رب کریم سے کچھ یوں دعا کی کہ ''اے میرے رب کریم! مجھے سمجھ آگئی ہے کہ تیری ہی تقدیر چلے گی۔ میں تیری تقدیر کا پابند ہوں اور قیامت تک تیری تقدیر کا پابند رہوں گا۔ لیکن اے میرے پیارے خدا! تو میری ایک اور ایسی گزارش مان لے۔ تیرے لئے تو ایسا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ تیرے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا تھا۔ لَا یَرُدُّ الۡقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ آج تو میری ایک دعا قبول کر کے اور اپنی تقدیر کو مجھ سے ٹال کر اس حدیث نبوی کی صداقت کا اس عاجز پر ایک زندہ جلوہ دکھا۔ تو نے میرے دل میں ڈالا تھا کہ مجھے یہاں زیادہ سے زیادہ 30 دن رہنا ہوگا۔ اگر 30 دن رہنا ہے اس کے بعد مخلصی ہونی ہے تو چند روز اور کم کر دے۔ کیونکہ جامعہ میں سالانہ تقسیم انعامات اور ڈنر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائیں گے اور بعض احباب گروپ فوٹو بنوائیں گے حضور کے ساتھ۔ تین گروپ فوٹوز میں میری شمولیت ہے۔ اگر میں 30 دن کے بعد بری ہوا تو یہ تقریب گزر جائے گی اور میں محروم رہ جاؤں گا۔ سوائے خدا اگر میں چند روز پہلے بری ہو جاؤں تو اس شاندار تقریب میں

شامل ہوسکوں گا۔ اور یوں تیرے پیار کا ایک جلوہ مشاہدہ کرسکوں گا۔ تو قادر ہے تیری تقدیر غالب ہے۔ تو اپنا کرم کر"۔ چنانچہ اس خدائے ذوالجلال نے جو سمیع الدعاء، مجیب الدعوات اور اپنے بندوں پر بڑا مہربان اور رحیم ہے، میری اس عاجزانہ دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ 18 نومبر کو میرا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا اور مجھے باعزت بری کر دیا گیا (فالحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذالک۔ وَذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ)

سبحان اللہ! واقعی وہ خدا بڑا مہربان ہے۔ اپنے بندوں سے بہت پیار کرنے والا ہے۔ وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ کوئی اس کی طرف جھکے تو سہی۔ وہ بہت شفیق ہے۔ کوئی اس کا در کھٹکھٹائے تو سہی۔ کبھی خالی نہ لوٹے گا۔ وہ اپنی رحمت کے خزانوں کو بہت ہی لٹانے والا ہے۔ کوئی سائل تو ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ میں اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر وسپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

چنانچہ ربوہ آنے کے بعد کئی دفعہ خیال آتا تھا کہ تکلیف بہت کم ہوئی ہے اور رب کریم کے پیار کا جلوہ اس کے مقابل بہت زیادہ حاصل ہوا ہے۔ وہ لطف الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔

پیارے آقا کی شفقت و محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس عاجز سے بہت ہی پیار اور محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضور کی الفت وشفقت کا بیان مشکل ہے۔ تاہم مختصراً بیان کئے دیتا ہوں۔ 1970ء کی بات ہے۔ جلسہ سالانہ پر بنگال کے احباب تشریف لائے تھے۔ حضورؒ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر حضورؒ نے امیر صاحب مشرقی پاکستان کو فرمایا کہ امداد الرحمٰن میرے گھر کے افراد کی طرح ہے۔ وہ اپنے گھر پریشان نہیں ہوتا۔ حضور انورؒ کے یہ کلمات میرا حوصلہ بڑھانے کے لئے کافی تھے۔ اور اس کے بعد جب میں نے حضورؒ سے ملاقات کی تو حضورؒ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ "تم بنگالی کب سے ہو؟ تم تو ربوہ میں رہتے ہو"۔ حضور انور کے ان پیار بھرے کلمات میں شفقت اور رحم اور پیار کا پہلو نمایاں تھا۔ حالیہ کیس میں جب میں نے لالیاں سے آکر حضورؒ سے ملاقات کی اس وقت بھی حضورؒ نے مجھے کافی تسلی دی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ لاہور قلعہ سے رہائی کے بعد جونہی میں ربوہ پہنچا تو حضورؒ نے اپنے نہایت قیمتی وقت میں سے اس عاجز کو شرف ملاقات بخشا گو حضورؒ اس وقت مصروف تھے۔ ملاقات میں محبت سے گلے لگا لیا اور معانقہ کا شرف بخشا۔ اس معانقہ سے جو لطف حاصل ہوا وہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔ معانقہ کے ساتھ ہی حضورؒ نے پوچھا (1) کوئی زبردستی بیان تو نہیں لکھوایا؟ (2) کسی سفید کاغذ پر دستخط؟ میں نے عرض کیا کہ کوئی نہیں۔ لیکن مجھے اس بات پر بہت تعجب ہے کہ اس سے قبل حضورؒ نے سوال کیا 'مار پڑی'؟ میں نے آہستہ سے 'جی ہاں' کہہ کر جواب دیا۔ حضور نے فرمایا 'تھوڑی سی'؟ میں نے عرض کیا 'جی حضور'۔ غالباً حضور کو علم ہو گیا تھا کہ حضور کی دعا قبول ہو رہی ہے۔ ظلم زیادہ نہیں ہو گا۔

اس کیس کے بارے میں میرا یہ خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ حضورؒ نے امور عامہ کو یہ ارشاد فرمایا ہو گا کہ اس کیس کا خیال رکھنا...... لیکن بعد میں جو کچھ معلوم ہوا، اس سے حضورؒ کی کمال ہمدردی، شفقت اور پیار بہت واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ جونہی میری گرفتاری کی اطلاع حضور انورؒ کو ملی۔ حضورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں امور عامہ کے نمائندگان نے فوراً بھاگ دوڑ شروع کر دی اور رات دس بجے تک لاہور کے وکلاء سے مشورہ کے بعد اگلے دن لاہور ہائی کورٹ میں رٹ کر دی گئی۔ اور روزانہ اس کیس کے بارہ میں رپورٹ حضورؒ تک پہنچانے کے لئے حضورؒ نے مکرم نور الحق صاحب تنویر اور مکرم رشید احمد صاحب نمائندہ امور عامہ کی ڈیوٹی لگا دی تھی۔ چنانچہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ کئی مرتبہ رات کو جب تنویر صاحب لاہور سے آتے تو حضورؒ کی خدمت میں اپنی کارگزاری کی رپورٹ پیش کرتے تھے۔

آج کے نوجوانوں کو غالباً علم نہیں ہوگا کہ لاہور شاہی قلعہ کی جیل عام جیل کی طرح نہیں تھی۔ پولیس کی سپیشل برانچ کا ہیڈ کوارٹر تھا جہاں ملک دشمن عناصر یا غیر ملکی جاسوس جیسے ملزموں کو یہاں رکھا جاتا تھا اور انتہائی درجہ کا ظلم کیا جاتا تھا تا کہ وہ اپنے جرم کا اقرار کریں۔ خاکسار کو بھی غیر ملکی جاسوس بنا کر پولیس نے کیس بنایا تھا۔ لاہور ہائی کورٹ کے معزز جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب نے میرے بارہ میں فیصلہ دیا کہ میں غیر ملکی نہیں ہوں پاکستانی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بچایا ورنہ وہ لوگ ظلم کر کے مجھ سے نہ معلوم کیا کچھ لکھواتے۔

احمدی وکیل مکرم خواجہ سرفراز صاحب مرحوم نے بتلایا کہ انہیں حضورؒ کے ارشاد پر بہت سے مقدمات لڑنے کا موقع ملا مگر اس کیس کے بارے میں حضورؒ کو جس قدر سنجیدہ اور سخت فکرمند دیکھا اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ مکرم خواجہ سرفراز صاحب نے جو چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت لاہور کے داماد اور سیالکوٹ کے سابق امیر مکرم خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کے فرزند ہیں حلفاً بتلایا کہ جب تک اس کیس کا کام باقی ہوتا وہ اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔ حتّٰی کہ جس دن میری رہائی ہوئی یعنی 18 نومبر کو سارا دن صبح سے شام تک انہوں نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ مجھے جیل سے نکال کے ہی کچھ کھائیں گے۔

میرے اس کیس سے حضورؒ کو اور تمام جماعت کو بہت تکلیف تھی۔ مکرم محمود احمد بنگالی صاحب مربی سلسلہ نے بیان کیا کہ کئی دفعہ پرائیویٹ ملاقاتوں میں حضورؒ نے اس عاجز کا ذکر فرمایا اور یہ کہ ایک دفعہ مکرم محمود احمد بنگالی صاحب شام کے وقت کسی کام کے سلسلہ میں حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؒ نے دُور سے دیکھ کر پوچھا امداد الرحمٰن آ گیا ہے؟ انہوں نے کہا ابھی تک نہیں۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا تم لوگ پھر کیا لینے آئے ہو۔ الغرض میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں حضورؒ کی کمال شفقت، پیار اور ہمدردی کا ذکر بھی کرسکوں اور حضورؒ کا شکریہ بجا لاسکوں۔ حضورؒ کے اس عاجز، نالائق اور ناچیز پر بڑے احسانات ہیں۔

اہل جامعہ

اہل جامعہ یعنی اساتذہ اور طلباء جامعہ احمدیہ نے میرے اس حادثہ کو کس شدّت اور کَرب کے ساتھ برداشت کیا اس کا بیان بھی ممکن نہیں ہے۔ جیل سے نکلنے کے بعد میں نے اپنے لئے جو محبت اہل جامعہ کے دلوں میں دیکھی مَیں اس کے بیان سے قاصر ہوں۔

مَیں 19 نومبر کی رات گاڑی کے ذریعہ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تھا۔ کسی کو اطلاع نہ تھی کہ میں واقعی اسی گاڑی پر آنے والا ہوں۔ اور باوجودیکہ ہوسٹل میں طلباء کو روکا بھی گیا لیکن پھر بھی اسٹیشن پر طلباء کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی تھی اور نہ صرف طلباء واساتذہ جامعہ بلکہ بہت بڑی تعداد میں دوسرے احباب بھی اسٹیشن پر پہنچ چکے تھے۔ پھر وہاں وفورِ محبت کے باعث جو اسلامی اخوت کے نتیجہ میں تمام احمدیوں کے دلوں میں پیدا ہوچکی تھی طلباء بے اختیار اس عاجز کی طرف دوڑے پڑتے تھے...... ابھی گاڑی پوری طرح رکنے بھی نہ پائی تھی کہ پانچ چھ طلباء میرے ساتھ آ چمٹے۔ اور پھر قریباً نصف گھنٹہ تک اسٹیشن پر یہ ہنگامۂ ملاقات جاری رہا۔ ہر کوئی محبت اور پیار کے ساتھ مجھ پر ٹوٹ پڑتا تھا اور مَیں اکیلا ان سب میں حیران...... کہ مجھ گنہگار کے ساتھ اگر یہ سلوک ہے تو صرف اور صرف احمدیت کے رشتہ کی وجہ سے۔ ورنہ ان میں کوئی بھی تو میرا حقیقی بھائی نہ تھا مگر حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر۔ پھر اس کے بعد دعوتوں کا ایک لمبا سلسلہ چلا۔

الغرض اہل جامعہ نے خصوصاً اور اہل ربوہ نے عموماً اس عاجز، کمزور اور گنہگار خادم احمدیت سے جس پیار، محبت، الفت اور مودّت کا سلوک کیا، وہ بے شک اپنی مثال آپ ہے اور اس قسم کا نظارہ صرف الٰہی جماعتوں میں ہی دیکھنے میں آتا ہے کہ تمام دوست ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔ گویا ایک ہی جسم کے مختلف اعضاء ہوں۔ ایک حصہ میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو درد ہوتا ہے اور ایک بھائی کے غم میں سب برابر کے شریک ہوتے ہیں اور خوشی میں بھی سبھی یکساں۔

اہل جامعہ کا یہ سلوک مجھے موت کے وقت بھی لطف دے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر فی الدارین عطا فرمائے، (آمین)۔

جیل سے رہائی کے بعد کے واقعات

لاہور شاہی قلعہ کے قید خانہ سے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے مطابق بَری ہو کر واپس آیا تھا۔ کم از کم تین روز تک بالکل نیند نہیں آئی۔ ذہنی طور پر بہت کمزور ہوگیا تھا۔ تین روز بعد جامعہ احمدیہ ربوہ میں سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لائے۔ آپؒ نے انعامات تقسیم فرمائے۔ پھر ڈنر یعنی عشائیہ میں شرکت فرمائی۔ اس موقع پر حضور انورؒ کے ساتھ مختلف گروپ فوٹو بنوائے گئے۔ تین گروپ فوٹو میں مجھے شامل ہونے کا موقع ملا۔

(1) الجمعیۃ العلمیہ میں خاکسار الامین، مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب الرئیس، استاد محترم مولانا غلام باری صاحب سیف مرحوم الرئیس اور محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم پرنسپل جامعہ احمدیہ تھے۔

(2) دوسرا گروپ ہوسٹل کے نقیب صاحبان کا تھا۔ اس میں مَیں بھی بطور نقیب شامل تھا۔ استاد محترم قریشی نور الحق تنویر صاحب مرحوم ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ تھے۔

(3) تیسرا گروپ ہوسٹل کی مَیس کمیٹی کے منتظمین کا تھا۔ اس میں بھی خاکسار شامل تھا، الحمدللہ۔ بہت دفعہ مَیس مینیجر رہا ہوں۔ آخر میں مَیس کمیٹی کا صدر بھی رہا ہوں۔ یہ تینوں گروپ فوٹو ایک عرصہ تک خاکسار کے پاس تھے لیکن آخر تک سنبھال نہیں سکا۔ گروپ فوٹو کے وقت حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکھ کر بڑی شفقت سے فرمایا ”نالائق کمزور ہو کر آیا ہے“۔

اسیری کے بعد تو سب ہی لوگ مجھے بہت محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس زمانہ میں تو حضور انورؒ کے ساتھ ساتھ ساری دنیا کی جماعتوں کی دعائیں مجھے ملتی رہیں، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر
جماعت احمدیہ جرمنی کا خصوصی جلسہ

مؤرخہ 20 فروری 2021ء کو چار بجے سہ پہر بیت السبوح فرانکفرٹ میں یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں ایم ٹی اے جرمنی کی یوٹیوب لائیو سٹریم پر خصوصی جلسہ منعقد ہوا جس میں احباب جماعت جرمنی نے اپنے اپنے گھروں پہ رہتے ہوئے شرکت کی۔ ان دنوں کورونا وائرس کی وجہ سے ہر قسم کے اجتماعات پر پابندی کی وجہ سے یہ خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔ جرمنی میں مرکزی سطح پر پہلی بار اس نوعیت کا جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد ہوا ہے۔

اس جلسہ کے آغاز میں مکرم طارق احمد چیمہ صاحب نے سورہ الصّف کی آیات 10-7 تلاوت کیں۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے مکرم مرتضیٰ منان صاحب، مربی سلسلہ کو نظم کے لئے بلایا۔ موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام ”خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد“ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 فروری 2018ء سے وہ حصہ پیش کیا گیا جس میں حضور انور نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کی علامات پیش کی تھیں۔ اس کے بعد مکرم شمس اقبال صاحب مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے ”حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت قرآن“ کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم شعیب عمر صاحب مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے ”پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر، مقصد اور اس کا پورا ہونا“ کے موضوع پر جرمن زبان میں تقریر کی۔

اس تقریر کے بعد ناصرات نے ایک ترانہ پیش کیا جس کے بعد مبلغ انچارج مکرم مولانا صداقت احمد صاحب نے ”حضرت مصلح موعودؓ اور تائیدات الٰہیہ“ کے موضوع پر اردو میں خطاب کیا۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب جرمنی نے اختتامی خطاب کیا اور دعا کروائی۔

اس جلسہ کو تقریباً بارہ ہزار گھرانوں نے براہ راست دیکھا اور سُنا جبکہ متعدد گھرانوں نے یوٹیوب پر موجود ریکارڈنگ سے استفادہ کیا۔

SMA
Gebäudereinigung GmbH

Vor der Heeg 3 a
56470 Bad Marienberg

info@sma-gruppe.de
www.sma-gruppe.de

02661 950935
02661 950943

- Baustellenreinigung
- Glasreinigung
- Grundreinigung
- Dampfreinigung
- Unterhaltsreinigung

demnächst:

- Kanalreinigung

Wir sind ein zuverlässiges Unternehmen, welches europaweit tätig ist.

Dank langjähriger Erfahrung im Bereich der professionellen Gebäudereinigung verfügen wir über ein breites Leistungsspektrum.

Unser Fokus liegt auf Qualität, Umwelt- und Arbeitsschutz, Wirtschaftlichkeit und besonders auf einer freundlichen, persönlichen Beratung.

Gerne stellen wir Ihnen ein persönliches Angebot zusammen.

Muzaffar Ahmad Khawaja

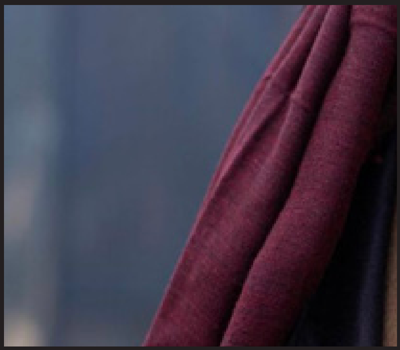

Wir bringen euch mit unserer Kollektion OSLO zu eurem individuellen cashmere Schal für jeden Anlass!

ویکسین Vaccine

(مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب، برلن۔ پی ایچ ڈی بائیو کیمسٹری)

ویکسین اور اینٹی بائیوٹکس کی ایجاد اس قدر اہم ہے کہ ان کے باعث اوسط انسانی زندگی میں 35 برس کا اضافہ ہوا ہے۔ چیچک، پولیو، خسرہ، ٹیٹنس اور اسی طرح کی بہت سی دوسری بیماریاں جو کبھی انسانی زندگی کے لئے نہایت خطرناک تصور کی جاتی تھیں، آج حفاظتی ویکسینز کی بدولت انسان ان پر کافی حد تک قابو پا چکا ہے۔ ویکسین کیسے کام کرتی ہے اسے سمجھنے کے لئے ہمیں کچھ بنیادی حقائق سمجھنا ہوں گے۔

بیکٹریا اور وائرس فضا میں ہر جگہ موجود ہیں اور انسان کا ان سے بہت پرانا رشتہ ہے۔ انسانی جسم میں کھرب ہا بیکٹریا موجود ہیں۔ صرف انسانی منہ میں ہی سات سو اقسام کے بیکٹریا کی اتنی بڑی تعداد موجود رہتی ہے کہ اگر کرہ ارض پر موجود ساڑھے سات ارب انسانوں میں انہیں تقسیم کیا جائے تو سب کے حصہ میں ایک ایک آجائے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے ورنہ خوفناک شکلوں کے یہ جراثیم جس طرح ہوا میں ہر جگہ موجود ہیں اور ہر سانس کے ساتھ ہم انہیں اپنے جسم میں داخل کر رہے ہوتے ہیں، اگر ہم انہیں دیکھ پاتے تو سانس لینا ہی محال ہو جاتا۔

ان میں سے اکثر بیکٹریا اور وائرس ہمارے لئے نقصان دہ نہیں بلکہ ہماری خوراک کو ہضم کرنے اور دیگر بہت سے کام کرنے میں ہمارے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ تاہم کچھ جراثیم بہت نقصان دہ بھی ہوتے ہیں اور یہ اس تیزی سے تقسیم ہوتے ہیں کہ اگر ان کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین اسلحہ سے لیس ایک خودکار نظام دفاع immune system عطا نہ کیا ہوتا تو شاید کرہ ارض پر انسانوں کے بجائے یہی راج کر رہے ہوتے۔ انسان ان نہ دکھائی دینے والے خوردبینی جنوں سے مسلسل حالت جنگ میں ہے۔ اس لڑائی میں بیکٹریا، وائرس انسانی نظام دفاع سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو بہتر بناتے رہتے ہیں جبکہ دوسری طرف انسانی جسم بھی ان جراثیموں کے خلاف مقابلہ کی نئی نئی حکمت عملیاں سیکھ کر بہتر سے بہتر ہوتا رہتا ہے۔ انسان جوں جوں بیماریوں کا مقابلہ کرتا جاتا ہے اس کا جسم ایسی بیماریوں کے خلاف لڑنے کے ہتھیار اور حکمت عملی سیکھتا رہتا ہے۔ چھوٹے بچے اسی لئے زیادہ خطرے میں رہتے ہیں اور عام جراثیم بھی انہیں جلد بیمار کر سکتے ہیں۔ جیسے دنیا کے کچھ علاقوں میں ایسے افراد جو الگ تھلگ زندگی بسر کر رہے ہیں وہاں عام لوگوں کا جانا اس لئے منع ہے کہ ان میں جراثیموں کے خلاف مدافعت نہیں جو ہم حاصل کر چکے ہیں۔ مثال کے طور پر خلیج بنگال کے چھوٹے سے Sentineles نامی جزیرہ پر آباد قبیلہ جو ہزاروں سال پرانی تہذیب کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہے۔ ان کے لئے عام نزلہ

کا وائرس یا بیکٹریا جو شاید ماڈرن سوسائٹی میں بسنے والے شخص میں ایک چھینک کا باعث بنے، ان کی تمام آبادی کو ختم کر سکتا ہے۔

انسانی نظام دفاع Immune System

جب ایک نیا بیکٹریا یا وائرس ہمارے جسم میں داخل ہوتا ہے تو اس بیرونی حملہ آور سے نپٹنے کے لئے جسم کا دفاعی نظام حرکت میں آجاتا ہے۔جسم ہر وقت ایسے جراثیموں سے نبرد آزما رہتا ہے اور اکثر اوقات تو انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ جسم کے اندر اس خاموش جنگ میں نظام دفاع کتنے بیرونی حملہ آوروں پر فتح پا چکا ہے۔ تاہم کبھی کبھی جب کوئی دشمن نیا ہو اور طاقت میں بھی زیادہ جس سے نپٹنے کے لئے مشکل آرہی ہو تو اس صورت میں دفاعی نظام کو ایمرجنسی نافذ کرنا پڑتی ہے۔جسم کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے تا کہ حرارت کی وجہ سے بھی دشمن کو نقصان پہنچایا جائے اور بخار اور دیگر علامات تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔جسم کو اس ساری جنگ جیتنے اور بعد میں صحت بحال کرنے میں کچھ دن لگ جاتے ہیں۔ اس ساری کارروائی میں مختلف قسم کے سپاہی حصہ لیتے ہیں جو ہمارے دفاعی نظام کا حصہ ہیں۔ان سپاہیوں کے ذمہ مختلف کام سپرد ہیں۔ کچھ بیرونی دشمن کی نشاندہی کرتے ہیں، کچھ لڑائی کی حکمت عملی تیار کرتے ہیں، کچھ ایسا اسلحہ تیاری کا حکم جاری کرتے ہیں جو دشمن کے خلاف موثر ہو۔ اس اسلحہ کو سائنس کی زبان میں اینٹی باڈیز antibodies کہتے ہیں۔ جو targeted missiles کی شکل میں اپنے ہدف کو نشانہ بنا کر اسے ختم کرتی ہیں۔ انہی سپاہیوں میں سے ہی کچھ ایسے بھی ہیں جو لڑائی میں حصہ تو نہیں لیتے مگر خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ کر اسے اپنی یادداشت کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ تا کہ مستقبل میں اس یا اس جیسے جراثیم سے مقابلہ کرنے میں جہاں دن لگتے تھے وہ کام کچھ گھنٹوں میں ہی ہو جائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہمیں دیا ہوا بہترین نظام دفاع ہے جسے سمجھ کر سائنسدانوں کو ویکسینز بنانے میں مدد ملی ہے۔ مذکورہ بالا اصول کو ذہن میں رکھتے ہوئے ویکسین کی شکل میں انسانی جسم کے اندر کمزور، مریل قسم کے جراثیم داخل کئے جاتے ہیں۔ تا کہ نظام دفاع ان کے خلاف لڑائی شروع کرے اور جیت کے لئے جو ضروری اینٹی باڈیز چاہئیں وہ جسم بنانا سیکھ بھی لے اور انہیں آئندہ کے لئے محفوظ بھی کر لے تا کہ جب اصلی جراثیم سے مقابلہ کی صورت ہو تو جسم ان پر بغیر کسی سنگین صورتحال کا سامنا کئے فوری قابو پا سکے۔ بیرونی حملہ آوروں کے خلاف جسم کے اس ردّعمل کو طبی زبان میں immune response کہا جاتا ہے۔ایک اچھی ویکسین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اچھا immune response پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی یقین دہانی بھی کرائے کہ جسم کو کسی غیر معمولی خطرے سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ ویکسین لگوانے کے بعد اکثر جو ہلکا سا بخار یا اس کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں یہ immune response کے نتیجہ میں ہی ہوتا ہے۔

ویکسینز مختلف اقسام کی ہوتی ہیں۔بعض میں اصل وائرس کو اس قدر کمزور اور نیم مردہ کر دیا جاتا ہے کہ نقصان تو نہ پہنچا سکے مگر اپنی شکل وصورت میں ایسا ہو کہ اسے دیکھ کر دفاعی نظام حرکت میں آجائے۔بعض اوقات اصلی وائرس سے ملتا جلتا اس کا کوئی کم خطرناک کزن یا وائرس کے خلیہ کے اوپر موجود پروٹینز کو بھی ویکسین کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم ہر ایک قسم کی ویکیسن کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے کہ اصلی جنگ سے پہلے جیسے سپاہیوں کی ٹریننگ کروائی جاتی اور دشمن سے لڑنے کے گر سکھلائے جاتے ہیں بعینہٖ اسی طرح جسم کی ایک ٹریننگ ہو جائے۔ اکثر بڑے بڑے اداروں میں سال میں ایک مرتبہ جو fire drill ہوتی ہے جس میں فائر الارم بجا کر عملہ کو جلد از جلد محفوظ مقام پر پہنچنے کی ٹریننگ کروائی جاتی ہے تو دوسرے معنوں میں یہ ویکسینیشن ہی ہو رہی ہوتی ہے۔

ویکسین کی دریافت

مذکورہ بالا immune response کے اس اصول کو ٹھیک طرح سے تو آج کل کے سائنسدانوں نے ہی سمجھا ہے۔ تاہم ہزاروں سالوں سے انسانی علاج کے لئے اسے کسی نہ کسی شکل میں استعمال میں لایا جاتا رہا ہے۔ بدھ مت راہب سانپ کے ڈسنے کے خلاف مدافعت پیدا کرنے کے لئے سانپ کا زہر پیا کرتے تھے۔اسی طرح چیچک smallpox سے بچاؤ کے لئے پندرھویں صدی سے ہی مختلف طریقہ کار رائج تھے۔ مائیں چیچک کے مریض کے پھوڑوں پر پٹی باندھ دیتیں اور بعد ازاں وہی پٹی صحت مند بچوں کے بازو پر لپیٹ دیتیں۔سترھویں صدی میں برطانیہ میں چیچک کے جراثیم صحت مند افراد کی جلد کو کھرچ کر داخل کئے جاتے۔

قارئین کرام! مویشیوں کی بیماری cowpox انسانوں میں منتقل ہوجاتی ہے تاہم smallpox جسے چیچک کہا جاتا ہے کی نسبت بہت کم درجہ کی بیماری پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اٹھارھویں صدی میں چیچک ایک مہلک مرض تھا جس کی شرح اموات 35فیصد تھی۔ 1796ء میں برطانوی ڈاکٹر Edward Jenner نے چیچک کے خلاف ویکسین تیار کر لی جو دنیا کی سب سے پہلی ویکسین تھی۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ دیہاتی لوگ جو مویشیوں کے کاروبار سے منسلک ہیں انہیں چیچک کا مرض یا تو ہوتا نہیں اور اگر ہو بھی جائے تو دوسرے مریضوں کے برعکس چند دنوں میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ Edward Jenner اس نتیجہ پر پہنچے کہ جن لوگوں کو ایک مرتبہ cowpox ہو جائے، انہیں چیچک کچھ نہیں کہتی۔ اسے ثابت کرنے کے لئے انہوں نے ایک ایسا تجربہ کیا جو اپنی نوعیت میں بہت خطرناک تھا۔ انہوں نے ایک 13سالہ صحت مند لڑکے کے جسم میں cowpox کے جراثیم داخل کئے۔لڑکا کچھ دنوں تک بیمار رہ کر صحتیاب ہوگیا۔ دوسرے مرحلہ میں انہوں نے لڑکے کے جسم میں چیچک کے جراثیم داخل کئے جو کہ عام افراد کے لئے ایک جان لیوا مرض تھا۔حیرت انگیز طور پر لڑکے پر چیچک کی علامات نہیں آئیں کیونکہ اس کا جسم cowpox سے لڑ کر پہلے ہی سے چیچک کے خلاف بھی قوت مدافعت حاصل کر چکا تھا۔یہ دنیا کی پہلی ویکسین تھی اور اس کے بعد اس نے اور اس جیسی دوسری ویکسینز سے کروڑہا افراد کی جان بچانے میں اہم کردار ادا

کیا۔ وہ بچے جو پیدائش کے کچھ عرصہ بعد معمولی بیماریوں سے وفات پا جاتے تھے آج ان حفاظتی ویکسینز کی بدولت ایک لمبی عمر پاتے ہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ ہی کے انسانی جسم کو دئے گئے نظام دفاع کے اصولوں کو سمجھ کر سائنسدانوں نے انسانی معیار زندگی کو بہتر بنا لیا۔ اور چیچک جو کبھی جان لیوا مرض تھا اب اس کا وائرس دنیا سے ناپید ہو چکا ہے۔ یادگار کے طور پر اور ریسرچ کی خاطر دنیا میں صرف دو جگہ موجود ہے، ایک امریکہ اور دوسری روس کی لیبارٹریز میں محفوظ کیا گیا ہے۔

کورونا وائرس

کورونا وائرس کی وبا لاکھوں لوگوں کی جان لے چکی ہے۔ اس کے خلاف ویکسینز تیار ہو چکی ہیں اور اب استعمال بھی ہو رہی ہیں۔ آج کل کی جدید سائنس میں ایک نئی دوا یا ویکسین تیار کرنے کے لئے چند ماہ درکار ہوتے ہیں۔ تاہم ان ادویات کے انسانی جسم پر مرتب ہونے والے اثرات کو سمجھنے کے لئے لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ آج کل کسی بھی نئی دوا کو ریسرچ کے ابتدائی مراحل سے گزر کر عام صارف تک پہنچنے میں دس سے بارہ سال کا عرصہ لگتا ہے اور اس پر تقریباً ایک ارب ڈالر کا خرچ ہوتا ہے۔ ایک دوا کی تیاری کو چار مختلف اَدوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلے مرحلہ میں دوا کو کچھ درجن صحت مند افراد پر استعمال کر کے یہ علم اکٹھا کیا جاتا ہے کہ دوا کی کتنی مقدار دی جائے اور انسانی جسم پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ دوسرے مرحلہ پر کچھ سو ایسے افراد جو اس مرض میں مبتلا ہوں جس کے لئے دوا تیار کی جا رہی ہے، پر تجربات کئے جاتے ہیں اور نتائج اکٹھے کئے جاتے ہیں کہ کیا کچھ فائدہ بھی ہو رہا ہے اور دوا سے کس کس قسم کے بداثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ تیسرے مرحلہ پر اس دوا کو ہزارہا افراد پر استعمال کر کے مذکورہ بالا نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔ ہر مرحلہ پر ہونے والی ریسرچ پر دو سے تین سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ آخر میں دوا بنانے والی کمپنی اس سارے حاصل شدہ اعداد و شمار کو حکومتی اداروں جیسے امریکہ میں FDA (Food and Drug Administration) ہے اور یورپ میں EMA (European Medicines Agency) سے منظور کروا کر مارکیٹ میں لے آتی ہے۔ اس کے بعد چوتھے مرحلہ میں لاکھوں لوگ جو دوا استعمال کر رہے ہوتے ہیں ان سے حاصل شدہ اعداد و شمار کو بھی مستقل نگرانی میں حکومتی اداروں تک مسلسل پہنچایا جاتا ہے۔ اگر دوا کے بداثرات زیادہ ہوں تو حکومتی ادارے اپنی منظوری واپس لے کر کمپنی کو مارکیٹ سے دوا واپس لینے کے لئے پابند کرتے ہیں تا کہ انسانوں کی صحت کی حفاظت کی جائے۔ اس عمل کو سائنس کی زبان میں Pharmacovigilance یا سادہ لفظوں میں ادویات کی نگرانی کہا جا سکتا ہے۔

نگرانی کا یہ عمل 1960ء کے بعد شروع ہوا جب جرمنی میں بننے والی ایک دوا دنیا کے 46 ملکوں میں اسپرین کی طرح فروخت ہو رہی تھی۔ اس کے بنانے والوں کا دعویٰ تھا کہ یہ نہایت محفوظ ہے۔ تاہم کچھ سالوں بعد کثرت سے بازو اور ٹانگوں سے معذور بچے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ اس حادثہ کو تاریخ Thalidomide Tragedy کے نام سے یاد رکھے ہوئے ہے اور ایسا کوئی بھی حادثہ دوبارہ نہ ہو اسی لئے منظوری سے قبل برس ہا برس کی کلینکل ریسرچ ہوتی ہے۔

کورونا وائرس کے خلاف بننے والی ویکسینز ہنگامی حالات کی وجہ سے عمومی ٹرائلز میں سے نہیں گزاری جا سکی اور بہت کم لوگوں پر بہت مختصر وقت کی ریسرچ کے بعد اسے استعمال کرنے کا اجازت نامہ مل گیا ہے۔ اس ریسرچ میں صرف یہی نتائج حاصل کئے گئے ہیں کہ ویکسین جسم میں immune response پیدا کرتی ہے اور موثر ہے۔ تاہم اس کے انسانی جسم پر ہونے والے تمام تر بداثرات ابھی تک اکٹھے نہیں کئے گئے۔ اس لئے جہاں اس کے فوائد واضح ہیں کہ ایک جان لیوا مرض کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کرے گی، وہاں ممکنہ پوشیدہ خطرات ہو سکتے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ہی منظر عام پر آئیں گے اور ویکسین کو مزید بہتر اور محفوظ بنایا جائے گا۔ اب رہا سوال کہ ہمیں یہ ویکسین لگوانی چاہئے یا نہیں تو ہمارے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی موجود ہے۔ ہم نے ایک احمدی مسلمان ہوتے ہوئے جس ملک میں رہ رہے ہیں اس کے قوانین اور حکومتی ہدایات پر عمل کرنا ہے۔ ابھی فی الحال تو حکومتی اداروں کی کوشش ہے کہ صرف بوڑھے اور کمزور احباب ہی کو یہ ویکسین مہیا کی جائے۔ جب حکومت اسے ہر ایک پر فرض کر دے گی تو ہمیں بہرحال ہدایات کی پابندی کرنی ہے۔

کچھ لوگ کورونا وائرس کی وبا کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے بھیجی گئی طاعون سے موازنہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ تب اللہ تعالیٰ نے طاعون کو ایک نشان کے طور پر بھیجا تھا۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

تب حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف کشتی نوح میں تحریر فرما کر احباب جماعت کو ٹیکہ لگوانے سے منع فرما دیا تھا تا کہ خدا تعالیٰ کے اس غیر معمولی نشان کو لوگ واضح طور پر پہچان کر ہدایت حاصل کریں۔ ہندوستان میں اس وقت انگریز حکومت کی طرف سے پابندی نہیں تھی کہ ہر کوئی ٹیکہ لگوائے بلکہ ایک حفاظتی پیشکش تھی۔ اور حضور علیہ السلام نے صاف فرما دیا تھا کہ حکومت کی ہدایات کی بہرحال پابندی کرنی ہے اور اگر کوئی احمدی کسی ایسے علاقے میں ہو جہاں گورنمنٹ کی طرف سے ٹیکہ لگوانا لازمی کر دیا جائے تو پھر ہدایات کی پابندی کی جائے۔ مگر کورونا وائرس کو طاعون کی اس وبا سے کوئی بھی مناسبت نہیں۔ اگر ہوتی تو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہمیں منع فرماتے۔ مگر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حفاظتی تدابیر اپنانے اور حکومتی ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وائرس سے نوعِ انسانی کو جلد نجات عطا فرمائے اور اس کے لئے سائنسدانوں کی دن رات کی کاوشوں کے نتیجہ میں جو ویکسین تیار ہوئی ہے، اس کو مفید بنا دے۔ آمین۔

Vermögensberatung – weil wir das große Ganze für Sie im Blick haben.

Deutsche Vermögensberatung
Vermögensaufbau für jeden!

Büro für
Deutsche Vermögensberatung
Mohammad Eijaz
Rüsselsheimerstr. 22
60326 Frankfurt am Main
Telefon 069 40955984
Mobil 0172 3567927
Mohammad.Eijaz@dvag.de

جرمن چانسلر
انگیلا میرکل

(محمد انیس دیالگڑھی)

سولہ سال تک جرمنی کی چانسلر رہنے والی 66سالہ محترمہ انگیلا میرکل صاحبہ بھرپور اور کامیاب سیاسی زندگی گذار کر 2021ء کے انتخابات میں حصہ نہ لینے اور سیاست کو خیرباد کہنے کا اعلان کرچکی ہیں۔موصوفہ کا شمار دَور حاضر کے کامیاب ترین سیاسی لیڈروں میں ہوتا ہے۔مشہور برطانوی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر کو آہنی خاتون(آئرن لیڈی) کا خطاب دیا گیا تھا۔محترمہ انگیلا میرکل صاحبہ کا کامیاب دَور دیکھ کر دنیا یہ کہنے پر مجبور ہوگئی ہے کہ اگر کوئی آہنی خاتون ہیں تو یہ موصوفہ ہیں۔مشکل اور ہنگامہ خیز اَدوار کے باوجود مارگریٹ تھیچر کے برعکس انگیلا میرکل نے ہمیشہ باہمی تعاون، رواداری، تحمل، برداشت، وسعت حوصلہ، آزادیٔ رائے اور آزادیٔ ضمیر و مذہب کا علم بلند رکھا۔ امریکہ کے تین صدور جارج بُش، باراک اوباما اور ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ ساتھ دنیا کے دیگر ممالک سے بھی برابری کے خوشگوار اور بہتر تعلقات رکھنے کی کوشش کی۔اسی طرح معاشی واقتصادی بحرانوں کے دوران اعلیٰ درجہ کی فراست اور سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا۔چنانچہ ان کے دَور میں جرمنی نے ہر اعتبار سے ترقی کی مزید منازل طے کیں۔ یہی وجہ ہے کہ جرمنی کا شمار ابھی تک مضبوط معیشت والے ممالک میں ہوتا ہے۔

سیاسی پناہ گزینوں کے معاملے میں موصوفہ نے وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور اپنی پارٹی کے اندر اُٹھنے والی مخالف آوازوں کے باوجود یورپ کے دیگر ممالک سے کہیں زیادہ مہاجرین کو جرمنی میں پناہ دی۔شروع میں ان کے بیانات سے یہ تأثر ابھرتا تھا کہ یہ محترمہ اسلام کے خلاف ہیں مگر بعد میں ان کے خیالات میں تبدیلی آئی اور انہوں نے نہ صرف اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے والوں کی بھی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ اسلام کو جرمنی کے دیگر مذاہب جیسا ایک مذہب قرار دیا۔سوئٹزرلینڈ میں ایک سوال کے جواب میں محترمہ انگیلا میرکل صاحبہ نے کہا تھا کہ ’’ہمیں اسلام سے خوفزدہ ہونے کی بجائے عیسائیت کی تعلیمات پر کاربند ہونے کی کوشش کرنی چاہیے‘‘۔ یہ جواب نہایت ہی عمدہ، برجستہ اور برمحل تھا۔ کاش تمام مذاہب کے لوگ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور بجائے دوسرے مذاہب سے نفرت کرنے کے اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

17/جولائی 1954ء کو ہمبرگ میں پیدا ہونے والی یہ خاتون سابقہ مشرقی جرمنی میں پروان چڑھیں اور فزکس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ پیدائش کے چند ہفتوں بعد ان کے والد جو پروٹسٹنٹ چرچ (Evangelisch) کے پادری تھے، ہمبرگ سے برلن کے علاقے Quitzow منتقل ہوگئے۔بعدازاں Templin میں رہائش پذیر ہوئے۔ جہاں میرکل صاحبہ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔سکول کے بہترین طالبِعلموں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ Templin میں ہی انہوں نے Note-1 کے ساتھ Abitur کیا۔ اس کے بعد Leipzig میں طبیعات کی اعلیٰ تعلیم کا آغاز کیا اور جون 1978ء میں فارغ التحصیل ہونے پر ڈپلومہ دیا گیا۔ 1978ء میں ZIPC کے ادارے میں Theoretical chemistry یعنی نظریاتی کیمیا کے شعبہ میں کام شروع کیا۔مغربی ومشرقی جرمنی کے متحد ہونے کے بعد 1990ء میں پہلی مرتبہ جرمنی کی سیاسی پارٹی CDU کے لئے جرمن قومی پارلیمنٹ (Bundestag) کی ممبر منتخب ہوئیں۔ اس وقت کے چانسلر Helmut Kohl کے ساتھ کام کیا۔ 1991ء میں خواتین اور نوجوانوں کے امور کی وفاقی وزیر (Bundesministerin für Frauen und Jugend) بنیں۔ 1994ء میں ماحولیات کی وفاقی وزیر کا چارج سنبھالا۔ 1998ء میں CDU کی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئیں۔

ہلمٹ کوہل کے سیاست سے دستبردار ہونے کے بعد 10/اپریل 2000ء کو وہ اپنی پارٹی CDU کی چیئرپرسن منتخب ہوئیں اور 7 دسمبر 2018ء تک اس عہدہ پر قائم رہیں۔ 22 نومبر 2005ء کو موصوفہ جرمن چانسلر منتخب ہوئیں۔ 29/اکتوبر 2018ء کو 2021ء کے انتخابات میں حصہ نہ لینے اور سیاست کو خیرباد کہنے کا اعلان کیا۔

موصوفہ نے 1977ء میں شادی کی جو 1982ء میں طلاق پر منتج ہوئی جس کے بعد 30دسمبر 1998ء کو انہوں نے Jochim Sauer کے ساتھ دوسری شادی کی۔میرکل صاحبہ کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے جبکہ ان کے خاوند کی پہلی شادی سے دو بیٹے ہیں۔میرکل صاحبہ اور ان کے خاوند جرمن پارلیمنٹ کے قریب برلن کی ایک سڑک Am Kupfergraben کے ایک فلیٹ میں رہائش پذیر ہیں۔

Lajna Imaillah
FRAUENORGANISATION
der Ahmadiyya Muslim Jamaat Deutschland KdöR

لجنہ اماء اللہ جرمنی کی آن لائن تعلیمی و تربیتی کلاس 2020ء

(رپورٹ: محترمہ امۃ الجمیل غزالہ صاحبہ۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ جرمنی)

اس وقت جبکہ تمام دنیا کورونا کے باعث نامساعد حالات سے گزر رہی ہے اور عارضی طور پر انسانی سرگرمیوں پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، لامحالہ اس بات کی ضرورت ہے کہ حالات کا سامنا کرنے کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر بھی اقدامات کیے جائیں اور ہر پہلو سے اپنے دینی، اخلاقی اور روحانی معیاروں کو بلند تر کرنے اور رکھنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ جس کی تاکید ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات و خطابات میں فرما رہے ہیں۔ چنانچہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے 27 تا 31 دسمبر 2020ء نیشنل سطح پر تعلیمی، آن لائن تربیتی کلاس کا انعقاد کیا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہی، الحمد للہ۔

امسال کلاس کا موضوع ہستی باری تعالیٰ رکھا گیا تھا اور اسی کے مطابق نصاب میں مواد شامل کیا گیا۔ کتابی شکل میں مرتب اور طبع کر کے 286 مجالس کو مطلوبہ تعداد میں بھجوایا گیا اور دسمبر کے آغاز میں پہلی بار ہونے والی آن لائن کلاسز کے کامیاب انعقاد کے لئے ٹیچرز، انتظامی کمیٹی اور ٹیم کی ممبرات کے ساتھ مختلف امور پر غور کرنے اور حکمتِ عملی طے کرنے کے انتظامات مکمل کئے گئے۔ ویب ایکس کی 5 لنکس کے لئے جرمنی کے 26 ریجن کو ممبرات کی تعداد کے مطابق تقسیم کیا گیا۔ یوں اس 5 روزہ کلاس میں 3 گھنٹے کے دورانیہ کے صبح کے اوقات میں 5 اردو اور ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد 3 جرمن گروپس ترتیب دیئے گئے۔ شعبہ تعلیم کی طرف سے ہر گروپ کے لئے ایک ناظمہ مقرر کی گئی۔

مندرجہ بالا تمام اقدامات کی روشنی میں کلاس کے تمام مضامین کو ایک ٹائم ٹیبل کی صورت میں مرتب کیا گیا۔ جس میں لیکچرز کے علاوہ مرکزی شعبہ جات اور نومبائعات کے تعارف کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا۔ اردو و جرمن نصاب کے علاوہ یہ ٹائم ٹیبل بھی تمام مجالس کی ممبرات تک پہنچایا گیا۔ مزید سہولت بہم پہنچانے کی خاطر نصاب کو آن لائن کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے 27 تا 31 دسمبر 2020ء کو صبح 10 بجے سے 1 بجے تک بیک وقت 5 اردو گروپس میں اور 2 بجے سے شام 5 بجے تک بیک وقت 3 جرمن گروپس میں تلاوت قرآنِ کریم سے کلاس کا آغاز ہوتا رہا اور نصاب میں موجود قرآنی حصّہ آیۃ الکرسی کی آیت 256 کا اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پیش کیا گیا۔ پہلے روز تلاوت قرآن کریم کے بعد نیشنل صدر صاحبہ نے مختصراً افتتاحی خطاب فرمایا جس میں ممبرات کو کلاس کے مضامین سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی طرف توجہ دلائی۔ روزانہ کے ٹائم ٹیبل کے مطابق تمام (8) گروپس میں محترمہ صدر صاحبہ، نیشنل عاملہ اور ریجنل صدرات کی صدارت میں اردو و جرمن زبان میں کلاس کی کارروائی ہوئی۔

نصاب کے مطابق روزانہ اساتذہ نے ترتیل القرآن کے پیریڈ میں آیۃ الکرسی کو تجوید و ترتیل کے اُصول سے اور ترجمۃ القرآن میں لفظی ترجمہ سکھایا۔ تفسیر القرآن کے ایک گھنٹہ کے لیکچر میں بھی آیۃ الکرسی کے مزید پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی گئی۔ فضائل القرآن میں ”اللہ رحمٰن اور رحیم ہے تو دنیا میں دکھ، تکالیف اور حوادِث کیوں آتے ہیں؟“ کے موضوع پر اساتذہ نے پوری شرح و بسط سے گفتگو کی۔ اُنہوں نے زندگی کے بنیادی اُصول و ضوابط بتائے۔ اِسی طرح باقی مضامین حدیث نبوی ﷺ، ”صحبتِ صالحین، حقوق العباد اور ”نوافل کی اہمیت، ادائیگی کا طریقہ و استخارہ“ کو

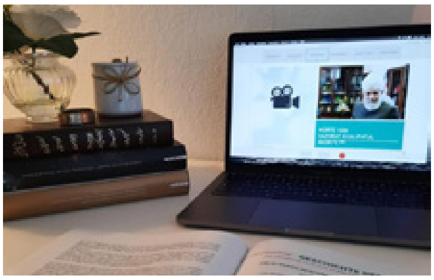

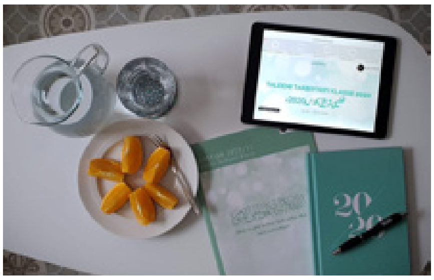

نہایت آسان اور عام فہم زبان میں واضح کیا۔ تبلیغ میں ”ہستی باری تعالیٰ کے دلائل“ کو آسان انداز و بیان میں بیان کیا۔ تاریخ اسلام میں اساتذہ نے ”اسلامی جنگوں کے پیچھے محرکات“ واضح کرتے ہوئے بتایا کہ جب مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا ہوگئی، دین وایمان کا وجود خطرے میں پڑ گیا اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے اسلام مخالف طاقتیں اور باطل قوتیں برسرِ پیکار ہوگئیں تو ظلم وشر کے خاتمہ، جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت اور ایمان واسلام کے تحفظ کی خاطر جنگ وقتال کی نوبت آئی۔ تعلیمی وتربیتی کلاس کے نصاب کا آخری مضمون تاریخِ احمدیت تھا جس میں ”جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں 1953ء کے واقعات“ پیش کئے گئے۔ اساتذہ نے ان المناک فسادات وواقعات کے پس منظر کو بیان کیا۔

ہر موضوع کے لئے دو اساتذہ مقرر تھے جہاں اُنہوں نے اپنے لیکچرز کو واضح کرنے کے لئے پریزنٹیشن دکھائیں اور آخر میں طالبات سے کچھ سوالات پوچھے۔ ڈیپریشن کے موضوع کے تحت ایک پریزینٹیشن بھی پیش کی گئی اس سلسلہ میں MAMO لجنہ (احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن) کی ڈاکٹرز نے بہنوں کے مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے تعلیمی وتربیتی کلاس کے نصاب میں شامل حفظ ادعیہ اور مکمل نصاب کا گھروں پہ بھی مطالعہ کیا گیا۔ کلاس کے درمیان میں 15 منٹ کا وقفہ بھی رکھا گیا جہاں صدر مجلس ممبرات کو پھل کھانے اور پانی پینے کی طرف توجہ دلاتی رہیں۔

علمی نصاب کے علاوہ 45 منٹ کے پیریڈ میں نومبائعات بہنوں نے اپنی قبولیتِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات نیز اپنے احساسات وجذبات بیان کئے اور اسلام احمدیت میں شمولیت کو خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا فضل قرار دیا۔ جنہیں سن کر ممبرات کے ایمان وایقان میں اضافہ ہوا، الحمدللہ۔ اس کلاس میں مرکزی شعبہ جات میں سے صحت جسمانی، رشتہ ناطہ، سومساجد، شعبہ وصیت کو بھی اپنی نمائندگی کرنے کا موقع دیا گیا۔

نصاب پڑھنے پڑھانے کے علاوہ ایک گھنٹہ کا ایک پروگرام لجنہ ٹاک تھا جس میں محترمہ نیشنل صدر صاحبہ نے نیشنل سیکرٹری تربیت اور نیشنل معاونہ صدر برائے رشتہ ناطہ کے ساتھ ”عصرِ حاضر کے مسائل اور اُن کا حل“ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس میں خاص طور پر رشتہ ناطہ کے حوالے سے جو مسائل ہیں ان کی آگہی دی گئی نیز ان مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں حل بھی پیش کیا۔ اس گفتگو میں کلاس کی ممبرات کو بھی شامل کیا گیا۔

اس کلاس کا ایک گھنٹہ کا ایک اور خوبصورت ڈسکشن پروگرام ”خلافت سے زندہ تعلق“ تھا جہاں ایم ٹی اے کی ایک دستاویزی فلم Brutality & Injustice: Two Trials in a Time دکھائی گئی۔

کلاس کے آخری دن ایک گھنٹہ کے پیریڈ میں مُربیان سلسلہ کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی جس میں ممبرات کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے اردو جرمن میں مفصل جوابات دیئے گئے۔ جس کے بعد اختتامی تقریب ہوئی اور محترمہ صدر صاحبہ کے خطاب اور دُعا سے یہ بابرکت پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس کلاس کی حاضری 10200 تھی، الحمدللہ۔ ممبرات سے انٹرنیٹ لنک کے ذریعہ پرچہ بھی حل کرایا گیا جس میں 4266 ممبرات نے اردو اور 1447 ممبرات نے جرمن پرچے حل کئے۔

شاملینِ کلاس نے تمام جملہ کارکنات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے دن رات کی محنت کی، بالخصوص تکنیکی ٹیم کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے یہ پروگرام ممبرات تک پہنچانے میں اپنا خاص کردار ادا کیا، یہ تمام ٹیم رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کر کے خدمتِ دین کر کے ثواب سے مستفیض ہو رہی تھی۔ آن لائن کلاس کے دوران جہاں گزشتہ سالوں کی کلاسز کے لطف کی یاد آئی وہاں آن لائن سہولت ملنے پر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے جذبات بھی تھے کہ اس طرح سے ایسی ممبرات جو کہ کافی عرصہ سے بچوں، بیماری یا ٹرانسپورٹ کی مشکلات کی وجہ سے کلاس میں شامل نہ ہوسکتی تھیں اُن کے لئے کلاس میں شامل ہونے کا ایک نادر موقع تھا۔

ایک مخلص جرمن دوست کی وفات

جماعت ہانوفر کے ایک مخلص جرمن دوست محترم ناصر لٹسن پیٹرسن صاحب مؤرخہ 20 جنوری 2021ء کو وفات پاگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کے انٹرویو اور دوست احباب کے تاثرات پر مشتمل تفصیلی حالات زندگی آئندہ شمارہ میں شائع کئے جائیں گے، ان شاءاللہ۔ جن احباب کا مرحوم سے تعلق رہا ہو، ان سے درخواست ہے کہ ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھ کر جلد از جلد مندرجہ ذیل ای میل پر بھجوادیں، جزاکم اللہ۔

akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

(ادارہ)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترم نذیر احمد خادم صاحب

خاکسار کے والد محترم نذیر احمد خادم صاحب مؤرخہ 6/فروری 2021ء کو مختصر سی علالت کے بعد طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اسی روز آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں ہوئی۔

محترم والد صاحب 15/مارچ 1945ء کو محترم چوہدری احمد دین صاحب چٹھہ اور محترمہ رسول بی بی صاحبہ کے ہاں ضلع بہاولنگر کے ایک گاؤں چک 184/R7 میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قریبی مڈل سکول میں حاصل کی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول و کالج گھٹیالیاں سے میٹرک اور ایف اے کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

23 سال کی عمر میں آپ نے بطور قائد مجلس گھٹیالیاں عملی خدمت کا آغاز کیا اور مقامی، ضلعی و مرکزی سطح پر مجلس خدام الاحمدیہ و انصاراللہ کے متعدد عہدوں پر فائز رہے۔ دو سال تک معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی رہے۔ قائمقام امیر ضلع، نائب امیر ضلع بہاولنگر اور صدر جماعت چک 7R-184 رہے۔ ربوہ ہجرت کرنے کے بعد یہاں بھی ہمیشہ کسی نہ کسی حیثیت سے خدمت کی توفیق پاتے رہے، الحمدللہ۔

مرحوم ہر ہفتہ تین سے پانچ مرتبہ مجالس اور جماعتوں کے دورہ پر جایا کرتے۔ آپ نے بیالیس سال کی عمر میں باقاعدہ ملازمت شروع کی تھی جبکہ اس سے پہلے آپ ہمہ تن خدمتِ دین میں ہی مصروف رہے۔ ملازمت کے دوران بھی آپ کا یہی معمول تھا کہ سکول سے چھٹی کے بعد کسی نہ کسی جماعت یا مجلس کے دورہ پر چلے جاتے۔ جب بھی مرکز سے کوئی خط یا پیغام ملتا آپ بلاتوقف اسی وقت تیار ہو کر گھر سے چلے جایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مسلسل پچاس سال تک آپ اپنے گھر میں تفسیر صغیر کا درس دیتے رہے۔

لواحقین میں ہماری والدہ محترمہ، چار بیٹے، دو بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کی پانچ پوتیاں شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ آپ کے ایک نواسے عزیزم ماہد شریف ناصر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم ہیں۔ (ظہیر احمد طاہر۔ نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی)

محترمہ رفعت آرا صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ رفعت آرا صاحبہ بنت مرحوم محمد اسلم بٹ صاحب قریباً بیس برس کی طویل علالت کے بعد مؤرخہ 8 فروری بروز سوموار 2021ء کی صبح بعمر 57 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا تعلق پاکستان کے قصبہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ سے تھا۔ آپ نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ کے خاص اوصاف میں آپ کا صابرہ اور شاکرہ ہونا شامل تھا۔ جماعتی خدمت بڑے جوش وجذبے سے کرتی تھیں۔ خلافت سے والہانہ عشق تھا اور اپنے بچوں کو بھی جماعت اور خلافت کی اطاعت کی تاکید کرتی تھیں، مالی قربانی کرنے والی اور غریب پرور خاتون تھیں۔ پاکستان میں غرباء، بیوگان، یتامیٰ اور دیگر ضرورت مندوں کی خاموشی کے ساتھ مالی امداد کیا کرتی تھیں۔

مرحومہ کو اشاعت، خدمت خلق اور تربیت کے شعبہ میں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ آج سے بیس برس قبل پہلی مرتبہ بیمار ہوئیں تو خلیفہ وقت اور احباب جماعت کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں گویا دوسری زندگی عطا کی۔ ان دنوں خاکسار بطور لوکل امیر خدمت کی توفیق پا رہا تھا تو مجھے ہاسپٹل میں ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہونے کے باوجود یہی تلقین کرتی رہیں کہ جماعتی خدمت میں مصروف رہو اور اسی خدمت کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا کرے گا۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ 10/فروری 2021ء کو مکرم عدیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ جرمنی نے مرکزی قبرستان من ہائیم (Hauptfriedhof Mannheim) میں پڑھائی اور بعد ازاں اسی قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے، تین بیٹیاں، ایک نواسہ اور دو پوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ (منصور احمد لون۔ جماعت Mannheim)

مکرم رائے مختار احمد صاحب

خاکسار کے ماموں زاد بھائی اور مکرم رائے قمر احمد صاحب کے بہنوئی مکرم رائے مختار احمد صاحب مؤرخہ 11/فروری 2021ء بعمر 82 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کا تعلق فیصل آباد پاکستان سے تھا۔ 1984ء میں مع فیملی جرمنی آ گئے۔ جرمنی آنے کے بعد محنت مشقت کا کام کیا۔ ایک حادثہ کے نتیجہ میں بازو میں تکلیف کے باعث کام چھوڑنا پڑا لیکن فارغ اور بے کار نہیں بیٹھے۔ بچوں کی عمدہ تربیت کی۔ جماعتی کاموں میں حصہ لیتے۔

مرحوم کو اپنے حلقہ میں بطور زعیم مجلس خدمت کی توفیق بھی ملی۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ نہایت عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی دوروں کے دوران بیت السبوح میں حضور کی اقتداء میں مع فیملی نمازیں ادا کرتے خاص طور پر نمازِ فجر پر ضرور حاضر ہوتے حالانکہ آپ کا گھر بیت السبوح سے کافی دور تھا۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ بیماری کی وجہ سے چندہ نہ ادا کر سکتے تھے تو اپنے بیٹے کو اپنے اکاؤنٹ سے چندہ کی ادائیگی کے لئے کہا۔ وفات کی اطلاع سے قبل ادائیگی کی رسید موصول ہوگئی تھی۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوی، دو بیٹے اور ایک بیٹی کے علاوہ نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ و تدفین 9/فروری 2021ء کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں ہوئی۔

(مبارک احمد جاوید۔ سابق جنرل سیکرٹری لوکل امارت فرانکفرٹ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

جرمنی میں سو مساجد سکیم کے تحت زیرِ تعمیر مسجد محمود Erfurt کے مناظر

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 22 | ISSUE 03 | March 2021

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir